جلد ۸ | ۱۶ روفا ۱۳۳۸ ھش ۸ محرم ۱۳۷۹ھ ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ :-

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ پھر مری تشریف لے گئے ہیں حضور کو گاہے گاہے بے چینی کی تکلیف ہو جاتی ہے ویسے عمومی رنگ میں صحت ترقی پذیر ہے"

احباب اپنے مقدس امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے اپنی خصوصی دعاؤں کا سلسلہ التزام سے جاری رکھیں خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۴ جولائی۔ پچھلے دنوں شدید بارشوں کی وجہ سے مغربی پاکستان کے متعدد مقامات شدید سیلاب کی زد میں ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے اخبار الفضل کے سوائے چند ایک پہلے پہنچے زیر اشاعت میں زیادہ پرچے یہاں نہیں پہنچے۔ اس لئے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق تازہ رپورٹوں کا خلاصہ بھی حاصل نہیں ہو سکا۔

قادیان ۱۴ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ

"اِس ترقی کے زمانہ میں خدا نے اسلام کو بغیر امداد کے نہیں چھوڑا"

بلکہ

اس نے اسلام کی حفاظت کی اور اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کو ثابت کیا

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

عقلمند وہ ہے، جو نبی کو شناخت کرتا ہے

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اُس نے دُنیا میں اپنے نبی بھیجے عقلمند وہ ہے جو نبی کو شناخت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو شناخت کرتا ہے۔ اور بیوقوف وہ ہے جو نبی کا انکار کرتا ہے کیونکہ نبوت کا انکار الوہیت کے انکار کو مستلزم ہے۔ اور جو ولی کو شناخت کرتا ہے وہ نبی کو شناخت کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی الوہیت کے لئے بطور ایک میخ آہنی کے ہے اور ولی نبی کے لئے۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ سو سال پہلے اسی سلسلہ کو دنیا میں ظاہر کیا۔ اور آنحضرت صلعم کے ذریعے ظاہر کیا۔ لیکن آج تیرہ سو سال بعد اور اس وقت کہ چودہویں صدی کے بھی پندرہ سال گذر گئے۔ اس کو آریوں، برہمو نیچریوں اور دہریوں یا عیسائیوں کے سامنے بیان کرو تو وہ ہنس دیتے ہیں اور تمسخر اُڑا دیتے ہیں۔ ایسی مصیبت کے وقت میں کہ ایک طرف علوم جدیدہ کی روشنی۔ دوسری طرف طبیعیوں میں ایک خاص انقلاب پیدا ہو جانے کے بعد مختلف فرقوں اور مذہبوں کی کثرت ہے۔ ان امور کا پیش کرنا اور لوگوں سے منوانا بہت ہی پیچیدہ بات ہو گئی تھی۔ اور اسلام اور اس کی باتیں ایک قصہ کہانی سمجھی جانے لگی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر) کا وعدہ کر کے قرآن اور اسلام کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوتا ہے مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچا لیا۔ اور فتنہ میں نہ پڑنے دیا۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر کرتے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ اگر ثبوت نہ ملے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کہ جیسا انسانی طبائع کا خاصہ ہے کہ وہ بدظنی کی طرف جھٹ رجوع کر لیتی ہیں۔ تو اندرونی طور پر ہی لوگ ایک قصہ کہانی سمجھ کر قرآن اور اسلام سے دست بردار ہو جاتے۔ مثلاً دیکھو اگر اندر کھڑکا ہو۔ تو باہر والا خواہ مخواہ خیال کرے گا کہ اندر کوئی آدمی ضرور ہے۔ مگر وہ جب دو چار دن تک دیکھتا ہے کہ اندر سے کوئی نہیں نکلا۔ تو پھر اُس کا خیال مبدل ہونا شروع ہوتا ہے تو پھر بدوں اندر جانے کے ہی وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ اگر انسان ہوتا۔ تو اُس کو کھانے پینے کی ضرورت پڑتی۔ اور وہ ضرور باہر آتا۔ اگر نبوت کے انوار و برکات جو وحی و ولایت کے رنگ میں آتے ہیں۔ اس فلاسفی اور روشنی کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوتے تو مسلمانوں کے بچے مسلمانوں کے گھر رہ کر اسلام اور قرآن کو ایک قصہ کہانی اور داستان سمجھ لیتے اور اسلام سے ان کو کوئی واسطہ اور تعلق نہ رہتا۔ اس پر گویا اسلام کو معدوم کرنے کا سلسلہ بند ہو جاتا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کی غیرت اُس کا الیفاء وعدہ کا جوش کب ایسا ہونے دیتا تھا۔

قرآن کا نام "ذکر" رکھنے کی وجہ

جیسا کہ ابھی میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ اب دیکھو قرآن کریم کا نام ذکر رکھا گیا ہے اس لئے کہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔ جب اسم فاعل کو مصدر کی صورت میں لاتے ہیں تو وہ مبالغہ کا کام دیتا ہے۔ جیسا کہ زَیْدٌ عَدْلٌ۔ کیا معنے۔ زید بہت عادل ہے۔ قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں۔ بلکہ اُس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حلم ہے۔ ایثار ہے۔ شجاعت ہے۔ جبر ہے۔ غضب ہے۔ قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اُسے یاد دلایا۔ جیسے فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ۔ یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی۔ اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح اِس کتاب کا نام ذکر بیان کیا۔ تاکہ جب وہ پڑھی جاوے۔ تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اُس نور قلب کی جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے یاد دلا دے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک روحانی معجزہ دکھایا۔ تاکہ انسان اُن معارف اور حقائق اور روحانی خوارق کو معلوم کرے۔ جن کا اُسے پتہ نہ تھا۔ مگر افسوس کہ قرآن کی اِس علتِ غائی کو چھوڑ کر جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہے۔ اس کو صرف چند قصص کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے اور نہایت بے پروائی اور خود غرضی سے مشرکین عرب کی طرح اساطیر الاولین کہہ کر ٹال جاتا ہے۔ وہ زمانہ تھا آنحضرت صلعم کی بعثت کا۔ اور قرآن کے نزول کا۔ جب وہ دنیا سے گمشدہ طاقتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تھا۔ اب وہ زمانہ آ گیا۔ جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی کہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے حلق سے نیچے قرآن نہ اُترے گا۔

اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا

سو اب تم ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ لوگ قرآن کیسی خوش الحانی اور عمدہ قرأت سے پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں گذرتا۔ اس لئے جیسے قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذِکر ہے۔ اُس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش شدہ صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اُس وعدہ واثقہ کی رُو سے کہ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اِس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا۔ جو وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کا مصداق اور موعود ہے۔ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ آپ نے اس زمانہ کی ہی بابت خبر دی تھی کہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے۔ لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ اب ہمارے مخالف۔ نہیں نہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر دھیان نہ دینے والے خوب گئے پھلا کہ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ قرآن میں عجیب لہجہ سے پڑھتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ اور افسوس تو یہ ہے کہ اگر کوئی ناصح مشفق جس کو سمجھانا چاہے۔ تو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرنے نہ کریں۔ اتنا تو کریں۔ کہ اُس کی بات ہی ذرا سُن لیں۔ مگر کیوں سُنیں وہ گوش شنوا بھی رکھیں۔ صبر اور حسن ظن سے بھی کام لیں۔ اگر خدا تعالیٰ فضل سے سامنے زمین کی طرف توجہ نہ کرتا۔ تو اسلام بھی اس زمانہ میں مثل دوسرے مذہبوں کے مُردہ اور ایک قصہ کہانی سمجھا جاتا۔ کوئی مُردہ مذہب کسی دوسرے کو زندگی نہیں دے سکتا لیکن اسلام اس وقت زندگی دینے کو تیار ہے۔ لیکن چونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ کوئی کام خدا تعالیٰ بغیر اسباب کے نہیں کرتا۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

روحانی قدروں کا احیاء

ہر چند کہ عصر حاضر میں الحاد و بے دینی کا ایک خوفناک طوفان نہایت سرعت کے ساتھ ساری دنیا پر محیط ہو رہا ہے۔ اور خدا اور مذہب سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر قسم کے اسباب و ذرائع کو بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جا رہا۔ مگر الحاد و بے دینی کے حق میں اس روز افزوں پروپیگنڈے کے باوجود مذہب اسقدر سخت جان واقع ہوا ہے کہ بسا اوقات بڑے بڑے دہریہ اور منکرین مذہب سے بھی خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اور لوگوں کے ایسے بے ساختہ بیانات، مذہب کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ اس طرح کی تازہ مثال وزیر اعظم پنڈت نہرو کی وہ تقریر ہے جو آپ نے پچھلے دنوں نیپال میں کی جس کا ایک جامع خلاصہ اخبار الجمعیتہ دہلی کے حوالہ سے گذشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔ اس تقریر میں موصوف نے انسانیت کے عروج و بقا کے لئے روحانی قدروں کے احیاء کی ضرورت قرار دیتے ہوئے انتباہی رنگ میں صاف کہا ہے کہ:۔

"مشین کے ارد گرد زندگی کے ڈھانچہ کا جو تانا بانا بنایا جا رہا ہے اس میں زندگی کے روحانی پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ پہلو اس طرح نظر انداز ہوتا رہا تو انسان اپنے مقام سے گر جائے گا۔ انسانیت ختم ہو جائے گی اور اس کے ساتھ مشین کا بھی یہی حشر ہوگا"۔ (الجمعیتہ دہلی ۱۵/۶/۵۹)

اس پر معاصر الجمعیتہ نے اپنے مخصوص انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"یہ بات تو ماننی ہی پڑے گی کہ انسان کی پیاس صرف مادی آسائشوں سے ہی نہیں بجھتی اسے روحانی پیاس بھی ہے جو صرف روحانی اور اخلاقی قدروں سے ہی بجھ سکتی ہے۔ ...

... اگر دنیا کو آناً فاناً تباہی اور بربادی سے بچانا ہے اور انسانی عظمت کو برقرار رکھنا ہے تو اسے ایک بار روحانیت کی طرف آنا ہوگا ... (انسانیت) کی زندگی کا واحد راستہ یہ ہے کہ روحانی قدروں کو واپس لایا جائے۔ مگر کون لائے؟ یہ عظیم کام کس کے سپرد ہو اور روحانی قدروں کا احیاء کون کرے؟ یہ ٹیڑھا سوال ہے، روحانیت کے علمبردار مدتوں سے سیاسی لیڈروں کے لئے اپنی جگہ خالی کر چکے ہیں اگر سیاسی لیڈروں کی پیدا وار بند نہ ہوئی تو روحانی اور اخلاقی قدروں کا رہا سہا امکان بھی ختم ہو جائے گا"۔ (مدیر)

روحانی قدروں کے لئے معاصر نے جو سوال اُٹھایا ہے اس پہلو سے تو بلاشبہ ٹیڑھا ہے کہ اس اہم کام کی سرانجام دہی کی توقع بھی سیاسی لیڈروں سے رکھی جائے۔ اور باوجودیکہ انسانیت کے کمال کے لئے روحانیت اور (ایک محدود دائرہ میں) مادیت دونوں ہی بہت مفید اور ضروری ہیں مگر ظاہر ہے کہ دونوں کا دائرہ عمل جداگانہ ہے پس روحانی امور میں سیاستدان رہنمائی سے قاصر ہیں اور نہ ہی اُن سے ایسی توقع کی جانی چاہیئے۔

باقی جہاں تک اصولی رنگ میں روحانی اور اخلاقی قدروں کے احیاء کا تعلق ہے سچ تو یہ ہے کہ اس بارہ میں سب سے پہلے روحانیت کے سرچشمہ یعنی خدا کی شناخت نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر روحانیت کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ مذاہب عالم کی ایک لمبی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اُس کی حکیمانہ قدرت نے دنیا میں اپنی شناخت کا ذریعہ رسولوں اور نبیوں کو قرار دیا ہے۔ جو دیگر انسانوں کی طرح انسان ہوتے ہوئے اُس کے کنار عاطفت میں پروان چڑھتے ہیں اس سے قرب کا تعلق رکھتے ہوئے زندگی کے اہم شعبوں میں اپنے بنی نوع کے لئے نمونہ ٹھہرتے ہیں۔ اس پاک گروہ کی صحبت عام لوگوں کے دلوں کی آلودگیوں کو دور کرتی اور اُن کے انفاس قدسیہ، نفوسِ عامہ کو تزکیہ بخشتے ہیں .... اور کو دنیا وارد ن پر انکی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اس کی طرف سے ایسے چمکتے ہوئے نشانات ظاہر ہوتے ہیں جن کا صدور انسانی طاقت سے بالا ہوتا ہے۔ پھر اس مقدس وجود کے ذریعہ اندر اندر دلوں کی کایا پلٹتی ہے اور اُن میں ایک ایسی نیک تبدیلی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک وقت کے بعد دنیا ان کی نیکی اور طہارت کی قائل ہو جاتی ہے اسی معجزہ کا نمونہ دنیا نے آج تک بے شمار مرتبہ دیکھا اور ہر زمانہ میں روحانیت کے لئے پیاسی انسانیت کو اس کی ابدی رحمت نے آب حیات کے سامان بہم پہنچائے۔ چنانچہ مقدس کتابوں میں اس کا یہ ابدی وعدہ اب بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس بارہ میں زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے بھگوت گیتا کے حسب ذیل الفاظ ہی اس کے لئے کافی ضمانت ہیں:۔

"جب کبھی دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے اور ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب میں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں نیکوں کی حفاظت اور گنہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی امامت کیلئے میں اوتار لیا کرتا ہوں"۔

اسی طرح قرآن پاک کی بھی متعدد آیات کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اس کی تائید کی بلکہ اس چیز کو اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونیکی دلیل قرار دیا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں سائنس کی محیر العقول ایجادات اور اسکی غیر معمولی ترقی کے نتیجہ میں مادی سامانوں کی فراوانی اور اُس کا حصول اس وقت انسان کی تمام تر توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ اور ایک پل بھی خدا کے سہارا کے بغیر زندہ نہ رہ سکنے والا انسان آج اس عظیم سہارے سے نہ صرف یہ کہ اپنے تئیں مستغنی خیال کرتا ہے بلکہ اس پر ہنسی اور مذاق اُڑاتا ہے۔ اس وقت دنیا سے نیکی اور صلاحیت معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ ہر طرف بگاڑ ہی بگاڑ نظر آتا ہے یہ عالمگیر بگاڑ کی حالت ایک ظاہر بین کو مایوسی کی حد تک پہنچا دیتی ہے مگر ظاہر ہے کہ عصر حاضر کی یہ حالت کوئی انوکھی نہیں اس قسم کی عام مایوسی کا نمونہ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی دیکھا جا چکا ہے جبکہ دنیا کا نقشہ قرآنی الفاظ میں کچھ اس قسم کا بن چکا تھا:۔

ظهر الفساد فی البر والبحر
بما كسبت ايدی الناس

لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث خشکی اور تری میں ایک خوفناک فساد برپا ہے۔ دنیا کی پرانی تاریخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم کے اس واضح بیان کی صداقت سے انکار کرے۔ معاصر الجمعیتہ دہلی کے مندرجہ بالا تبصرہ میں جو اہم سوال اُٹھایا گیا آج سے چودہ سو سال پہلے ایسے ہی عالمگیر فساد پر نگاہ کرتے ہوئے بالکل ایسا ہی سوال کیا گیا تھا جسے قرآن کریم میں مع اس کے مدلل جواب کے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ جواب آج بھی ویسا ہی تر و تازہ ہے جو آج سے ایک زمانہ پہلے تھا۔ کیونکہ اس کی نسبت ایسی ذات کی طرف دی گئی ہے جس کی ذات ہمہ صفت موصوف اور مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے۔ سورۃ یٰسین کے آخری رکوع میں روحانی مردوں کو زندگی بخشے جانے کو بعید از قیاس قرار دینے والے کے متعلق کہا:۔

قال من يحيي العظام وهي
رميم۔ قل يحييها الذی انشاها

اول مرة وهو بكل خلق عليم۔

ہماری قدرتوں سے ناواقف انسان کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون دوبارہ زندگی بخشے گا۔ اور اس کے جواب میں تم اسے سنا دو کہ ہاں وہی ذات جس نے انہیں ایکبار پہلے جسمانی حیات کا جامہ پہنایا وہ اب بھی روحانی اعتبار سے انہیں زندہ کرنے پر قادر ہے۔

روحانی قدروں کے احیاء کی نسبت مایوسانہ خیالات کے لوگ درحقیقت اسبات کو بھول جاتے ہیں کہ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے اور نہیں دیکھتے کہ وہ خدا جس نے انسان کی جسمانی ضروریات کے جملہ سامان بافراغت پیدا کئے ہیں اور اس کی جسمانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہر زمانہ میں نئے سے نئے سامان معیشت پیدا کرتا ہے تو کیا وہ انسان کی روحانی زندگی کے سامانوں کو نظر انداز کر سکتا ہے اور ممکن نہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ ساری دنیا اس کی ضرورت کو بُری طرح محسوس ہو رہی ہے اور زبان حال سے اس کیلئے علی الاعلان واویلا کر رہی ہے خدا تعالیٰ اس کی اہم ضرورت کو پس پشت ڈال دے۔ اور روحانیت کے لئے پیاسی مخلوق کو اسی طرح سسکتے ہوئے مرنے دے۔ نہیں ہرگز نہیں وہ خدا جو ماں سے زیادہ مہربان اور باپ سے زیادہ شفیق ہے۔ اُس پر یہ بدگمانی درست نہیں۔ اے کاش دنیا اس حقیقت کو دیکھتی کہ وہ رحیم و کریم خدا جو موسم بہار اپنی رحمت برساتا ہے اور مردہ زمین کو پھر سے زندگی بخشتا ہے اُسی نے اس زمانہ میں دنیا کے دلوں کی مردہ زمین کو زندگی بخشنے کے بروقت سامان کر دیئے ہیں۔ اے کاش دنیا بصیرت کی نگاہ سے دیکھتی کہ خدا تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدہ کے مواقف قادیان کی مقدس بستی میں اپنے ایک برگزیدہ بندے کو محض اسی لئے بھیجا کہ اس زمانہ میں روحانی قدروں کو زندہ کیا جائے۔ چنانچہ اسکی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پڑا نوں کی ایک جماعت بھی جمع ہو گئی اور نیکی اور روحانیت کی طرف دعوت دینے لگی اب دنیا کی اپنی مرضی ہے کہ چاہے تو اسکو قبول کرے اور چاہے تو اسکے دعویٰ کو رد کر دے مگر کسی شخص کے اپنے قصور فہم اور ناقص فیصلہ کی بناء پر خدائے حکیم و قدیر پر اعتراض نہیں آ سکتا کہ روحانیت کیلئے دنیا کی شدید بیتابی کے باوجود خدا تعالیٰ نے معاذ اللہ کچھ سامان نہیں کئے!! ولنعم ما قال المسیح

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی تشویشناک علالت
اور
خصوصی دعاؤں کی ضرورت

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سکندرآباد سے چند روز ہوئے تار کے ذریعہ حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب کے متعلق اطلاع آئی تھی کہ انہیں شدید ضعف ہو گیا ہے۔ بعد کی تاروں اور خطوط سے علم ہوا کہ محترم سیٹھ صاحب کو قے کی تکلیف ہو گئی تھی جس کے سبب شدید ضعف پیدا ہو گیا اگرچہ قدرے افاقہ ہے لیکن اب بھی صحت کی حالت اطمینان بخش نہیں۔

محترم سیٹھ صاحب کا وجود احباب جماعت کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں تمام احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ محترم سیٹھ صاحب جیسے خادم دین مخلوق خدا کے سچے ہمدرد اور نافع الناس وجود کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ مرزا وسیم احمد ۱۴/۷/۵۹

اسلامی معجزات کی حقیقت

از رشحات قلم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت طبع کے باعث ان دنوں کوئی تازہ خطبہ تو موصول نہیں اس لئے اس کی جگہ حضور ہی کی تصنیف منیف تفسیر کبیر سے ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس میں حضور پر نور نے نہایت دلنشین پیرایہ میں مدلل طور پر "اسلامی معجزات کی حقیقت" بیان فرمائی ہے جس آیت کریمہ کے تحت یہ لطیف مضمون بیان ہوا ہے پہلے وہ آیت مع ترجمہ (جو حضور نے فرمایا ہے) لکھی جاتی ہے اور اس کے بعد مذکورۃ الصدر مضمون ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:-

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا (سورۃ مریم آیت ۷۴)

اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں (بتاؤ تو) ہم دونوں میں سے کونسا فریق درجہ اور ہم جلیسوں کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور نے فرمایا کہ:-

عربی زبان اور قرآن کریم کی یہ خصوصیت ہے کہ جو الفاظ وہ کسی مضمون کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے اُن میں نہ صرف اشارہ پایا جاتا ہے بلکہ اس مضمون کی وضاحت بھی انہی الفاظ میں موجود ہوتی ہے۔ مثلاً اردو میں عام طور پر نشانات الٰہیہ کے متعلق معجزہ یا نشان وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو معجزات کی غرض و غایت اور ان کے حقیقی مقصد کو واضح کرنے والا ہو معجزہ بھی یوں تو عربی زبان کا ہی لفظ ہے۔ مگر قرآن کریم نے اس لفظ کو کہیں استعمال نہیں کیا۔ اسی طرح حدیث میں بھی یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ یہ لفظ لوگوں نے خود وضع کیا ہے۔ مگر یہ بھی اس مفہوم کو ادا نہیں کرتا جس کے لئے اسے تجویز کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے ان کے لئے آیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آیت کے معنے علامت اور نشان کے ہوتے ہیں اسی سے نشان کا لفظ بنایا گیا ہے۔ مگر نشان کا لفظ بھی وہ مضمون ادا نہیں کرتا جو آیت کا لفظ ادا کرتا ہے۔ آیت کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف اشارہ کرتی اور اس کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نشانات ظاہر کئے جاتے ہیں وہ بغیر کسی مقصد کے نہیں ہوتے۔ کوئی نہ کوئی مقصد اور کوئی نہ کوئی غرض اُن کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ معجزہ کا لفظ صرف ایک طاقت کا اظہار کرتا ہے جیسے کسی کو ڈنڈا مارا جائے اور وہ بھاگ جائے تو اس سے ڈنڈا مارنے والے کی طاقت کا اندازہ ہو جاتا ہے لیکن آیت یہ بتاتی ہے کہ کسی خاص مقصد کو سامنے رکھا گیا ہے اور اس مقصد کو واضح کرنے اور لوگوں کو سمجھانے کے لئے اُسے ایک دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے دنیا میں جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں اُن پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب لوگوں کے سامنے بعض ایسی چیزیں بھی پیش کرتا ہے جو نظر نہیں آتیں۔ اور چونکہ وہ پوشیدہ ہوتی ہیں اُن کے ثبوت کے لئے بعض دوسری دلیلیں پیش کرنی پڑتی ہیں۔ ان میں سے بعض دلیلیں تو محض عقلی ہوتی ہیں اور بعض دلیلیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کی قدرت اور اس کے علم غیب کا بھی ثبوت رکھتی ہیں جس کی وجہ سے اُن کا سمجھنا لوگوں کے لئے زیادہ آسان ہوتا ہے مثلاً انبیاء کی نبوت کا مسئلہ ہے آج تک دنیا میں کسی نے نہیں دیکھا کہ آسمان سے فرشتہ آیا ہو اور اُس نے کسی نبی سے باتیں کی ہوں۔ پس چونکہ یہ ایک مخفی چیز ہے اس لئے اس کی تصدیق آیات سے کی جاتی ہے جو اس بات کی علامت ہوتی ہیں کہ یہ نبی جو کچھ کہہ رہا ہے اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہہ رہا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا وجود آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ پس اس کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے بعض دلائل دیئے جاتے ہیں جن سے وہ وجود ہماری آنکھوں کے قریب آ جاتا ہے اور عقل قبول کر لیتی ہے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور اس کے اندر یہ یہ صفات پائی جاتی ہیں۔ ایسی دلیلیں قرآن کریم کی رو سے آیات کہلاتی ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے علم غیب یا اس کی قدرت یا اس کے حی و قیوم ہونے کے ثبوت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک نبی غیب کی خبر دیتا ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر بتائی ہے۔ اب ہر شخص جانتا ہے کہ انسان میں غیب معلوم کرنے کی طاقت نہیں اگر ہو تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس طاقت کو اپنی طرف منسوب نہ کرے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنی شہرت کے لئے دوسروں کی خوبیاں بھی اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ کتاب پڑھیں گے اور اس کے مضامین اپنے نام پر شائع کرنے شروع کر دیں گے مصنف کہیں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور یہ اس کی محنت اپنی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی اچھا کام ہو لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اُسے اپنی طرف منسوب کر لیں۔

ہمارے سکول کی ٹیم ایک دفعہ امرتسر کھیلنے کے لئے گئی۔ میں اس وقت اگرچہ تعلیم سے فارغ ہو چکا تھا لیکن میرا مدرسہ سے ابھی تعلق قائم تھا کیونکہ میں نیا نیا نکلا تھا اس لئے میں بھی ساتھ چلا گیا۔ وہاں خالصہ کالج والوں سے میچ مقرر تھا۔ وہ دوست جنہوں نے کھیل میں حصہ لینا تھا وہ تو وہیں رہے اور میں لاہور چلا آیا۔ جب واپس گیا تو بعض دوست جو مجھ سے زیادہ تعلق رکھنے والے تھے وہ میرے استقبال کے لئے سٹیشن پر آ گئے۔ اُن میں سے ایک نے بتایا کہ ہمارا میچ بڑا شاندار رہا۔ لوگوں نے خوب داد دی اور ہم نے بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خبر سے مجھے طبعاً خوشی ہوئی اور میں نے کہا۔ الحمد للہ۔ پھر وہ کہنے لگا۔ یوں تو سب کی ہی تعریف ہوئی مگر ہمارے کیپٹن کی لوگوں نے اس قدر تعریف کی کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں مجھے اس سے اور زیادہ خوشی ہوئی۔ کیپٹن میاں بشیر احمد صاحب کے سالے تھے۔ اور وہ واقعہ میں بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ مگر اس کے بعد کہنے لگا ایک عجیب بات آپ کو یہ بتاؤں کہ ٹیم کا کیپٹن سب لوگ مجھے سمجھتے تھے۔ گویا جس قدر کیپٹن کی تعریف ہوئی وہ سب اس نے اپنی طرف منسوب کر لی۔ تو دنیا میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی کی اچھی چیز لوگوں کو نظر آئے تو اُن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اُسے اپنی طرف منسوب کر لیں۔ لوگ شاعروں کے شعر چرا کر اپنے نام سے شائع کروا دیتے ہیں مگر ایسا کرنا بیوقوف ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا شاعر ہے۔ بڑے بڑے شاعروں اور نامور لوگوں سے خراج تحسین حاصل کرنے والا ہو اور پھر وہ اپنے شعر کے متعلق کہے کہ یہ میرا نہیں بلکہ فلاں شاعر کا ہے۔ ہاں ادنیٰ درجہ کے لوگ ایسا کر لیتے ہیں کہ خود شعر بنایا اور لوگوں کی تعریف حاصل کرنے کے لئے کہہ دیا کہ یہ انوری کا ہے یا خاقانی کا ہے یا سعدی کا ہے یا حافظ کا ہے۔

غرض یہ تو ہو جاتا ہے کہ دوسروں سے تعریف کروانے کے لئے بعض دفعہ اپنی چیز لوگ مشہور آدمیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ مثلاً حدیث خود بنائی اور کہہ دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے لیکن یہ مثال کہیں نظر نہیں آئے گی کہ کوئی قادر الکلام انسان اپنا کلام دوسرے کی طرف منسوب کر دے۔ خود اعلیٰ درجہ کا شعر کہے اور منسوب اُسے کسی اور کی طرف کر دے کیونکہ کوئی شخص ایسی بات دوسرے کی طرف منسوب کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا جس سے اُس کی اپنی شہرت میں اضافہ ہوتا ہو۔

اب اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے غور کرو کہ ایک نبی جب دنیا میں آتا ہے اور غیب کی خبریں لوگوں کو بتاتا ہے تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اب کہتا ہوں۔ بلکہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ بات کہی ہے اگر اُسے ذاتی طور پر غیب کا علم حاصل ہو تو غیب کی خبریں اُسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اسی لئے ان خبروں کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے کہ اُسے اس کا کامل یقین ہوتا ہے کہ خدا نے ہی اُسے یہ خبریں بتائی ہیں ورنہ وہ اپنی خوبی کسی اور کی طرف کیوں منسوب کرے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں پوری بھی ہو جاتی ہیں اور اس طرح جہاں اس کی اپنی نبوت کی سچائی دنیا پر ظاہر ہو جاتی ہے اور پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو علم غیب جانتی ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ کا حی و قیوم ہونا ہے۔ ایک بیمار مرنے لگتا ہے اس کی نبضیں چھوٹ جاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اُسے ہاتھ لگاتا ہے اور اُس میں زندگی کے آثار از سر نو ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اُس کا سانس درست ہو جاتا ہے اُس کے حواس قائم ہو جاتے ہیں اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت پھر واپس آ جاتی ہے دیکھنے والا دیکھتا ہے اور اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ ہمارا خدا حی و قیوم ہے۔ کیونکہ اس شخص میں طاقت نہیں تھی کہ اُسے اچھا کرتا۔ لیکن اس کی دعا اور توجہ سے ایک مردہ جسم میں بھی جان پڑ گئی سو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا خدا حی و قیوم ہے یا مثلاً ایک شخص کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ سالہا سال گذر گئے اور اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کے ایک نبی یا اس کے برگزیدہ بندہ نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا یہ نشان اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ہمارا خدا خالق ہے۔ پس آیات اُن نشانات کو کہتے ہیں جو کسی اعلیٰ شئے کے ثبوت کے لئے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے یا ثبوت انبیاء وغیرہ کے سمجھانے کے لئے گویا کوئی اہم مقصد اُن کے سامنے

ہوتا ہے۔ بے موقع اور لغو طور پر وہ ظاہر نہیں ہوتے جیسے لوگوں میں مشہور ہے کہ مکہ میں گدھوں والے جب مکہ سے باہر جاتے ہیں تو گدھوں پر پتھر لاد کر لے آتے ہیں۔ مگر جب مکہ میں پہونچتے ہیں تو وہ پتھر تربوز بن جاتے ہیں۔ اور پتھروں اور تربوز کا آپس میں کوئی جوڑ نظر نہیں آتا اور نہ اس نشان کی کوئی ضرورت نظر آتی ہے۔ لیکن اس نشان میں ہمیں ضرور جوڑ نظر آتا ہے کہ خدا نے کہا کہ خانہ کعبہ محفوظ رہے گا۔ ابرہہ آیا اور وہ اپنی ساری طاقت اور قوت کے باوجود شکست کھا گیا یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں جبکہ کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا خبر دی کہ میں جیت جاؤں گا اور پھر مکہ والوں کی سر توڑ مخالفت کے باوجود آپ جیت گئے اور آپ کے دشمن ناکام و نامراد رہے۔ یہ آیتیں ہیں جو بتاتی ہیں کہ خدا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں اور ایک طاقتور ہستی ان کی مدد کر رہی ہے۔

پھر آیتیں دنیا میں ایسی بھی ہوتی ہیں جو نشان تو ہوتی ہیں لیکن وہ اپنی غرض و غایت بیان نہیں کرتیں لیکن فرماتا ہے یہ وہ آیات ہیں جو بینات ہیں یعنی نہ صرف کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھتی ہیں بلکہ اس مقصد کو کھول کر بیان بھی کرتی ہیں اور یہ بھی بتاتی ہیں کہ وہ نشان اپنی ذات میں کیوں ظاہر ہوگا۔ گویا وہ کوئی بے معنی کام نہیں ہوتا۔ بلکہ جو بھی نشان آتا ہے وہ نہ صرف خدا اور اس کے انبیاء وغیرہ کے لئے ثبوت ہوتا ہے۔ بلکہ خود اپنی ذات میں بھی موقع کے مناسب اور برمحل ہوتا ہے۔ پس آیت بینہ وہ ہے جو

(۱) کسی اعلیٰ شئے کو دکھانے اور ثابت کرنے کے لئے ظاہر ہو۔ اور

(۲) وہ بے معنی نہ ہو بلکہ موقع کے مناسب ہو اور کسی مفید مقصد کے لئے ظاہر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے خسر صوفی احمد جان صاحب جو ایک مشہور پیر اور بزرگ انسان تھے اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "براہین احمدیہ" بھی پڑھی ہوئی تھی۔ انہوں نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو بڑے خوش ہوئے اور اپنے ایک مرید سے جو کابل کے شہزادوں میں سے تھے آپ کی دعوت کروائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو صوفی صاحب آپ کو مکان تک پہنچانے کے لئے آپ کے ساتھ ہی چل پڑے صوفی احمد جان صاحب رتڑ چھتڑ والوں کے مرید تھے (رتڑ چھتڑ گورداسپور کے علاقہ میں ہے) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راستہ میں دریافت فرمایا۔ کہ صوفی صاحب سُنا ہے کہ رتڑ چھتڑ والوں کی آپ نے بارہ سال تک خدمت کی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے اُن کی صحبت سے کیا فیض حاصل کیا؟ اُنہوں نے کہا حضور! وہ بڑے بزرگ اور باخدا انسان تھے۔ میں بارہ سال اُن کی صحبت میں رہا اور بڑا فائدہ حاصل کیا۔ پھر اُنہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو اُن کے پیچھے آ رہا تھا اور کہا حضور! اُن کی برکت سے اب مجھ میں اتنی طاقت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر میں اس شخص کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھوں تو فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگ جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سُنتے ہی کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر اس سوٹی کو جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر رگڑتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب پھر اس کا آپ کو کیا فائدہ پہنچا اور اگر ایسا ہو جائے۔ تو اُس شخص کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ وہ چونکہ اہل اللہ میں سے تھے اس لئے آپ نے ابھی اتنا ہی فقرہ کہا تھا کہ وہ فوراً سمجھ گئے اور کہنے لگے حضور میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اس کا دین اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اب بظاہر یہ ایک آیت تو تھی کیونکہ طاقت ظاہر ہوئی۔ اور ایک چلتے ہوئے آدمی کو گرا لیا۔ مگر اس کا نیکی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کسی مکا مار کر گرا لیا جائے۔ کیونکہ جس طرح مکا مارنے سے دوسرا گر جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسمریزم کی مشق رکھنے والا آدمی دوسرے پر نظر ڈال کر اُسے گرا سکتا ہے۔ پس اس سے اتنا تو ثابت ہو جاتا ہے کہ جس نے نظر ڈالی ہے اُس میں بڑی طاقت ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس نے نظر سے دوسرے کو گرا لیا ہے اُس کا خدا تعالیٰ سے بھی تعلق ہے۔ پس یہ ایک آیت تو تھی مگر بینہ نہیں تھی۔ بینہ وہ آیت ہوتی ہے جو اپنی غرض بھی بیان کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ اُس نشان کا مقصد کیا ہے۔

زیر تفسیر آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی بیان فرمایا ہے کہ الٰہی معجزات خالی آیت نہیں ہوتے۔ بلکہ ساتھ ہی وہ بینات بھی ہوتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اُن کی غرض کیا ہے۔ اُن سے کونسا فائدہ مدنظر ہے اور دنیا کو کیا نفع پہنچانا مقصود ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا کہ پنجاب میں طاعون آئے گی۔ اب یہ ایک آیت تو تھی مگر ساتھ ہی بینہ بھی تھی۔ کیونکہ آپ نے تشریح کر دی کہ چونکہ ان لوگوں نے الٰہی تعلیم کو چھوڑ کر دوزخ کی طرف اپنا قدم بڑھا لیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں ہی اپنا عذاب نازل کرے گا تاکہ اُنہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ اگر اس کی بجائے آپ صرف یہ کہہ دیتے کہ طاعون آئے گی، جس سے دشمن کے آدمی بھی مر جائیں گے اور میرے آدمی بھی مریں گے۔ تو یہ ایک آیت تو ہوتی مگر بینہ نہ ہوتی۔

غرض ان دو الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی معجزات کی حقیقت بیان کر دی ہے اور بتایا ہے کہ الٰہی آیات کسی اہم مقصد کے لئے ظاہر ہوتی ہیں اُس مقصد کو خوب کھول کر بیان کرتی ہیں اور پھر وہ آیات موقعہ کے مناسب اور برمحل ہوتی ہیں۔

اب بتاتا ہے کہ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا۔ جب ہماری آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ "تو نقد تیرہ ادھار" تم خبریں دے رہے ہو "تیرہ ادھار" کی اور ہم خبریں دے رہے ہیں "نو نقد" کی تم کہتے ہو کہ اگر ہمارے پیچھے چلو گے تو تمہیں جنت ملے گی۔ تمہیں بڑے بڑے انعامات ملیں گے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ملے گی اور ہم کہتے ہیں کہ جو تیاں تمہاری ٹوٹی ہوئی ہیں کپڑے تمہارے پھٹے ہوئے ہیں کھانے کو تمہارے پاس کچھ نہیں اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس دس دس نوکر اور غلام ہیں۔ گھروں میں دولت بھری ہوئی ہے۔ عزت ہماری زیادہ ہے اختیارات ہمارے زیادہ ہیں۔ تعداد ہماری زیادہ ہے تم ان باتوں میں ہمارا مقابلہ کر کے دیکھو۔ آئندہ کے متعلق تم کیا وعدے کرتے ہو۔ یہ دلیل یقیناً ایسی ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی توڑ نہ ہو۔ تو دوسرے کو ساکت اور لاجواب کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ وہ کہتے ہیں تم اور باتوں کو جانے دو۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا گھرا اچھا ہے یا ہمارا؟ تمہارے پاس سامان زیادہ اچھا ہے یا ہمارے پاس؟ معزز لوگ ہماری مجلسوں میں آتے ہیں یا تمہاری مجلسوں میں؟ مدد حاصل کرنے کے لئے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں یا تمہارے پاس۔ اگر مال ہمارے پاس زیادہ ہے، دولت ہمارے پاس زیادہ ہے، اختیارات ہمارے پاس زیادہ ہیں۔ تعداد میں ہم زیادہ ہیں۔ معزز لوگ ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، مدد حاصل کرنے کے لئے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں۔ بڑے بڑے عہدے ہمارے پاس زیادہ ہیں۔ ہر قسم کا ساز و سامان ہمارے پاس موجود ہے۔ تو ہم اچھے ہوئے یا تم اچھے ہوئے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۳۳ تا صفحہ ۳۳۴)

قرآن کریم میں قتل مرتد کا حکم؟

اسی پرچہ میں دوسری جگہ دہلی کے موقر اخبار ریاست کے نوٹ کا ایک حصہ درج کیا گیا ہے۔ جس کے آخر میں قرآن کریم کی طرف نسبت دے کر ایک مسئلہ کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"قرآن میں مرتد کو سنگسار کر دینے کی بھی تلقین موجود ہے جو اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے"۔

(ریاست دہلی ۶ ؍ ۶۴ء)

جہاں تک ہم نے قرآن کریم کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس بارہ میں ہمیں کوئی ایسی آیت بھی اس کے حق میں نظر نہیں آئی اور نہ ہی عقلی طور پر قرآن کریم کی طرف اس بات کا انتساب درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دینی معتقدات کے بارہ میں قرآن کریم نے یہ واضح تعلیم دی ہے کہ

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

دینی امور میں کسی طرح کا جبر روا نہیں کیونکہ دلائل و بینات سے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

اسی طرح فرمایا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

برحق تعلیم تیرے رب کی طرف سے ہے پس (پوری آزادی ہے) جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے اس کا انکار کر دے۔

علاوہ ازیں بعض اندرونی شواہد بھی مبینہ بات کی تردید کرتے ہیں۔ مثلاً یہی کہ اس تعلیم سے واضح طور پر جبر کا پہلو نکلتا ہے اور جبر کی صورت ہی منافقت کا دروازہ کھولتی ہے مگر کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم نے نہ صرف یہ کہ منافقت کو پسند نہیں کیا بلکہ وہ تو اسے دور دھکیلتا ہے۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے اسے مان بھی لیا جائے تو سورۃ نساء رکوع ۲۰ کی حسب ذیل آیت میں یہ جو بعض لوگوں کی نسبت کہا گیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا۔ اگر بقول اخبار ریاست قرآن کریم میں مرتد کی سزا سنگساری ہے۔ تو پھر بار بار ایمان لانے اور پھر کفر میں چلے جانے کی نوبت کیسے آئی؟

الغرض جہاں تک قرآن کی طرف قتل مرتد کی سزا کے انتساب کا تعلق تھا اس بارہ میں مندرجہ بالا ارشادات ہی کافی ہیں۔ البتہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں مرتد کے قتل کئے جانے کا استنباط کیا جا سکتا ہے مگر وہ بھی مطلق مرتد نہیں ہے*

* بلکہ اس سے ایسا مرتد مراد ہے جو حربی کافروں سے مل کر فتنہ و فساد کا موجب اور اسلامی جمعیت کو نقصان پہنچانے کے جرم کا ارتکاب کر چکا ہو۔

احباب کی تعزیت کا شکریہ

اور

جماعت کراچی کو مخلصانہ مشورہ

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب مد ظلہ العالی

(ذیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ایک قیمتی نوٹ درج کیا جاتا ہے۔ نوٹ کے آخر میں اگرچہ خطاب جماعت احمدیہ کراچی کے احباب سے ہے لیکن جماعتوں کی ترقی کے جن چار اصولوں کو آپ نے بیان فرمایا ہے وہ سبھی جماعتوں کے لئے مفید اور قابل عمل ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ادارہ)

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت کراچی کی وفات حسرت آیات پر خاکسار کے نام کثیر التعداد دوستوں اور جماعتوں کی طرف سے (جن میں بیرونی ملکوں کے احباب اور جماعتیں بھی شامل ہیں) افسوس اور ہمدردی کے خطوط آرہے ہیں میں ان سب دوستوں اور جماعتوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جزاھم اللہ احسن الجزاء وعافاھم من کل شرٍ و آفۃ

حدیث میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب مومن آپس میں ایک جسم کے مختلف اعضاء کی طرح ہوتے ہیں جس طرح جسم کے کسی ایک عضو میں درد ہونے سے سارا جسم بے چین ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح مومنوں کی جماعت کا حال ہے کہ ایک بھائی کے حادثہ یا صدمہ سے ساری جماعت بے کل ہو جاتی ہے۔ یقیناً یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان معجزہ ہے جس نے ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ اور انشاء اللہ جماعت اس وقت تک ترقی کرتی جائے گی جب تک کہ یہ دینی اخوت قائم رہے گی۔ کیونکہ اتحاد اور محبت میں ہی قومی ترقی کا راز ہے۔

چوہدری عبد اللہ خاں صاحب مرحوم واقعی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی وہ خدمات جن کی ان کو اپنی زندگی کے آخری سالوں میں کراچی کی امارت کے زمانہ میں توفیق ملی خصوصیت سے بہت نمایاں ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک عام جماعت اخلاص اور قربانی اور تنظیم میں خدا کے فضل اور توفیق سے ایک مثالی جماعت بن گئی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ورفع درجاتہ فی السماء

دوست تو غالباً صرف اس بناء پر مجھے ہمدردی کے خطوط لکھ رہے ہیں کہ میں نے چوہدری صاحب کی بیماری میں ان کے لئے باربار دعا کی تحریک کی۔ مگر شاید ان کو یہ علم نہیں کہ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے ساتھ میرے پانچ جہت سے خاص تعلقات تھے۔ اوّل۔ ان کی اہلیہ عزیزہ آمنہ بیگم سلمہا کی والدہ مرحومہ (جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں) میری دودھ کی بہن تھیں۔ دوسرے خود عزیزہ آمنہ بیگم سلمہا میری رضاعی بیٹی ہیں۔ یعنی ان کے بیٹے عزیز مظفر احمد سلمہ کیپٹن ام مظفر احمد سلمہا کا دودھ پیا ہوا ہے۔ تیسرے محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے بڑے بھائی ہیں وہ میرے کالج کے زمانہ کے بہت عزیز دوست ہیں۔ جس کے بعد ان کے ساتھ مسلسل اخوت اور رفاقت کا خاص رشتہ چلا آیا ہے (اللہ تعالیٰ ان کو نزید امداد سے نوازے اور خدمت دین کی لمبی عمر دے) چوتھے چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کے والد بزرگوار یعنی محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم کے ساتھ بھی اس خاکسار کے بہت تعلقات تھے۔ بلکہ جب وہ پہلی دفعہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تو وہ کافی عرصہ تک میرے پاس میرے مکان پر ہی ٹھہرے تھے پانچویں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چوہدری عبد اللہ خان صاحب کے اوصاف اور ان کی جماعتی خدمات اور امام جماعت کے ساتھ چوہدری صاحب کی والہانہ محبت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بڑی قدر تھی۔

پس میں پھر ان بھائیوں اور بہنوں اور جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے روحانی اخوت کی بناء پر چوہدری صاحب کی وفات پر میرے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے جزاھم اللہ خیراً۔

بالآخر میں جماعت احمدیہ کراچی سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ یہ زندگی عارضی ہے۔ اور ہر انسان نے بہرحال جلد یا بدیر مرنا ہے مگر ترقی کرنے والی جماعتوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی فرد وفات پاتا ہے تو وہ اس کی وفات کی وجہ سے جماعت میں کسی قسم کا خلاء نہیں پیدا ہونے دیتے۔ بلکہ اگر ایک شخص مرتا ہے تو اس کی جگہ لینے کے لئے (نام کی جگہ نہیں بلکہ حقیقی قائم مقامی کے لئے) اس کام کے آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس جماعت کراچی کا اس موقعہ پر اولین فرض ہے کہ وہ اس ترقی کے مقام میں ہرگز کمی نہ آنے دیں۔ جس پر وہ اس وقت خدا کے فضل سے پہنچ چکی ہے اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دینی جماعتوں کی ترقی کی بنیاد ایمان اور عمل صالح کے بعد اصولاً چار باتوں پر ہوتی ہے۔ اوّل اخلاص۔ دوسرے قربانی۔ تیسرے تنظیم اور چوتھے اتحاد۔ پس جبکہ خدا کے فضل سے کراچی کی جماعت کو یہ چار باتیں بصورت احسن حاصل ہو چکی ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ اس مقدس چار دیواری کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ اسے بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ جماعتوں کی زندگی میں سکون بالکل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ یا تو وہ ترقی کرتی ہیں۔ اور یا گر جاتی ہیں۔ جو جماعت ان چار باتوں میں ترقی نہیں کر رہی۔ وہ سمجھ لے کہ وہ خواہ محسوس کرے یا نہ کرے وہ یقیناً گر رہی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ نہ سنبھلی تو اس کا تنزل عنقریب نمایاں ہو کر ظاہر ہو جائے گا جس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

ایک اور بات جو جماعت کو یاد رکھنی چاہیئے وہ مستورات اور اولاد سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر کوئی جماعت اپنی مستورات کی تربیت کا خیال نہیں رکھتی۔ اور اپنی آئندہ نسل کی تربیت کی طرف سے غافل ہے تو وہ جان لے کہ وہ خود اپنی موت کو قریب لا رہی ہے جو اسے اگلی نسل میں یقیناً آ دبوچے گی پس میری نصیحت یہی ہے کہ کراچی کے دوست جماعتی ترقی کی اس چار دیواری کو مضبوطی کے ساتھ برقرار رکھیں۔ یعنی اخلاص اور قربانی اور تنظیم اور اتحاد کے اعلیٰ مقام پر قائم رہیں اور پھر اپنی ترقی کو دائمی بنانے کے لئے اگلی نسل کی فکر بھی کریں۔ جس کے لئے مستورات اور نوجوانوں کی تنظیم اور تربیت کی طرف خاص توجہ ضروری ہے بلکہ مستورات کی تربیت کا تعلق تو صرف اگلی نسل کے ساتھ ہی نہیں بلکہ موجودہ نسل کے آدھے دھڑ کے ساتھ بھی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب کراچی کے ساتھ ہو۔ اور ان کا حافظ و ناصر رہے۔ اور ان کو اپنے فضل سے ایسا گذر یا عطا فرمائے۔ جو چوہدری عبد اللہ خان صاحب مرحوم کا اچھا قائم مقام ثابت ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ

۲۹ر جون ۱۹۵۹ء

(الفضل مورخہ ۴ ۷ ۵۹)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خداترسی اور اتقا کے قائل ہو جائیں

"انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے۔ پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے۔ جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کی جائے۔ مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے چلنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا بھی نہیں۔ ہماری جماعت کو ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں۔ مگر ہیں ہم سے اچھے اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی۔ خداترسی اور اتقا کے قائل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہونچتی ہے۔ پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے۔ بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے۔ اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے۔ اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کی جائے۔ اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے۔ تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں۔"

(الحکم ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بقیہ صفحہ ۱)

جُدا ہے کہ وہ اسباب ہم کو دکھائی دیں یا نہ لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ اسی طرح آسمان سے انوار اُترتے ہیں جو زمین پر پہنچ کر اسباب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور ہر طرف سے ضلالت اور ظلمت کی گھنگھور گھٹا دُنیا پر چھا گئی۔ اُس وقت اُس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو ہدایت اور سعادت سے تبدیل کرنے کے لئے ایک سراج المنیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

موجودہ زمانہ کی حالت اور ضرورت مصلح

اور ایسا ہی اس زمانہ میں کہ جس میں ہم رہتے ہیں ایمانی طاقتیں مُردہ ہو کر فسق و فجور نے اُن کی جگہ لے لی ہے۔ لوگوں کے معاملات ایک طرف۔ عبادات دوسری طرف۔ غرض ہر بات میں فتور ہو گیا ہے۔ صرف یہ آفت ہی اگر ہوتی تو کچھ مضائقہ اور چنداں خطرہ نہ تھا۔ لیکن ان ساری باتوں کے علاوہ سب سے بڑی آفت جس کا مجھے کئی بار ذکر کرنا پڑا ہے اور جس کو ہر ایک بہی خواہ اسلام کا دل محسوس کر چکا ہے یا کر سکتا ہے وہ زہریلا اثر ہے۔ جو آجکل طبعی طبابت اور ہیئت اور جھوٹے فلسفہ کے باعث اسلام اور اہل اسلام پر پڑ رہا ہے علماء تو اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اُن کو خانہ جنگیوں اور اندرونی جھگڑوں اور ایک دوسرے کی تکفیر بازی سے فرصت ملے تو ادھر توجہ کریں۔ زاہد اپنی گوشہ نشینی میں بیٹھ کر اگر دعاؤں سے کام لیتے تو بھی کچھ آثار نیک پیدا ہوتے مگر وہ پیر پرستی اور جواز سماع وغیرہ کی بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ حقیقی صوفی ازم کی جگہ اب چند رسومات نے لے لی۔ جن کا قرآن اور سُنت سے پتہ نہیں چلتا۔ الغرض ہر طرف سے اسلام عرضۂ تیغ جُہلاء و سفہا ہو رہا ہے اس وقت میں کہ وہ ضرورتیں جو کسی مصلح اور ریفارمر کی آمد کے لئے لازم ہیں۔ پورے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہیں۔ ہر ایک شخص بجائے خود ایک نیا مذہب رکھتا ہے ان تمام امور اور حالات پر قیاس کر کے اسلام کی جو حالت ہے ترتیب دینا آتی تھی ڈاکٹر اور طبیب جب کسی ہیضہ کے مریض کا بدن برف سا سرد پاتے یا اسے سرسام میں مبتلا دیکھتے ہیں تو اُسے لاعلاج بتلا کر الگ ہو جاتے ہیں اور حالت ردیہ میں دیکھ کر ڈاکٹر حاذق بھی یاس اور نومیدی ظاہر کر دیتا ہے۔ اب اس وقت اسلام کی حالت پر کچھ شک نہیں کہ اس انتہاء کی یاس تک پہنچ چکی تھی۔ لیکن اگر وہ بھی انسان کے اپنے خیالات کا نتیجہ یا اپنی کوششوں کا ثمرہ ہوتا۔ تو ان مصائب اور شدائد کے دوران میں کہ ہر طرف سے اُس پر زد پڑتی ہے۔ اور اُس کی اپنی اندرونی حالت بوجہ نفاق باہمی کمزور ہو گئی ہے۔ ایسی حالت میں کم از کم اسلام کا قائم رہنا جس کے معدوم کرنے کے لئے مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگایا اور لگا رہے ہیں۔ بہت مشکل ہو جاتا کوئی پہلو ایسا نہیں جاتا جب کہ کوئی نئی صورت اسلام پر حملہ کرنے کی نہیں تراشی جاتی اگر کوئی ایجاد یا کل بنائی جاتی ہے۔ اُس کے لئے اُصول کو زیر نظر رکھ کر اسلام پر حملہ کر دیا جاتا ہے۔

آجکل کی ترقی بھی اسلام کا ایک معجزہ ہے

الغرض ایسے فتنے کے وقت میں قریب تھا کہ دشمن اکٹھے ہو کر ایک دفعہ ہی مسلمانوں کو برگشتہ کر دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے اسلام کو سنبھالے رکھا۔ یہ بھی ایک دلیل ہے اسلام کی صداقت کی۔ آجکل کی ترقی بھی اسلام کا ایک معجزہ ہے پس دیکھو کہ مخالفوں نے اپنی ساری طاقتیں اور قوتیں حتی کہ جان اور مال تک بھی اسلام کے نابود کرنے میں صرف کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی خدا آپ ہی اُن نقوش فطرت کو یاد دلانے والا ہے۔ اور وہی خطرہ کے وقت اس کو بچا لے گا۔ اسلام کی کشتی خطرہ میں جا پڑی تھی۔ پادریوں کا حملہ جنہوں نے کروڑہا روپیہ خرچ کر کے اور طرح طرح کے منافع اور وعدے۔ یہاں تک کہ شرمناک نفسانی حظوظ تک بھی دکھا کر لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ اور دوسری طرف اسلامی عقائد کو بدنام کرتے ہیں۔ دیکھو امساک بارش کی وجہ سے استسقا کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اگر کل سے بارش برسانے میں کامیابی ہو جاوے۔ جیسا کہ آجکل بعض لوگ امریکہ وغیرہ میں کوششیں کرتے ہیں۔ تو اس طرح پر ایک رکن ٹوٹ جائے گا۔

اس ترقی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اسلام کو بغیر امداد کے نہیں چھوڑا۔

غرض میں کہاں تک بیان کروں۔ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور اس کو بدنام کرنے کی کوشش ہاں آن تھک کوشش کی جاتی ہے مگر ان لوگوں کے منصوبے اور ہتھکنڈے کیا کر سکتے ہیں خدا اس کو خود ان حربوں سے بچانا چاہتا ہے اور اس زمان ترقی میں اسلام کو بغیر امداد کے نہیں چھوڑا۔ بلکہ اُس نے اسلام کی حفاظت کی۔ اور اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کو سچا ثابت کیا۔ اور اُس کی مبارک پیشگوئیوں کی حقیقت کھول دی۔ اور اس صدی میں ایک شخص پیدا کر دیا جس میں بار بار کہتا ہوں کہ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ وہ صداقت کی روح اسلام میں پھونک دے گا وہ وہی ہے جو گمشدہ صداقتوں کو آسمانوں سے لاتا ہے۔ اور لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ بحوالہ لکچر سیالکوٹ

[illegible]

کیا اس کائنات کا کوئی خالق بھی ہے؟

محترم جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی مدراس میں عالمانہ تقریر

ماہ جون کے چوتھے ہفتے محترم جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم و تربیت اپنے بیٹے پروفیسر شکیل احمد صاحب کی شادی کے لئے مدراس تشریف لے گئے تھے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مقامی جماعت نے ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں محترم حکیم صاحب نے بھی حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اس تقریر کی مختصر سی رپورٹ ہفت روزہ آزاد نوجوان مدراس میں شائع ہوئی ہے جسے احباب کی دلچسپی و اطلاع کے لئے اس جگہ درج کیا جاتا ہے (ادارہ)

" دنیا میں آج سب سے بڑا مذہبی مسئلہ اس امر سے تعلق رکھتا ہے کہ کیا اس کائنات کا کوئی خالق بھی ہے؟ اگر ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

اس سوال کا جواب مولانا مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان نے دوشنبہ ۲۹ر جون ۱۹۵۹ء کی شب پونے دس بجے سے سوا بارہ بجے تک اپنی ڈھائی گھنٹہ والی مسلسل اور مدلل تقریر میں دیا اور یہ ثابت کیا کہ یقیناً اس کائنات کا ایک خالق ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں اپنے وجود کا اپنی قدرت نمائی سے ثبوت دیتا آیا اور دیتا چلا جائے گا۔ حکیم صاحب موصوف نے دنیا کے تمام بڑے مذہبوں اور ان کے عقائد اور تعلیمات پر روشنی ڈالی اور علوم جدیدہ کے موجودہ تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک سوال اور سوال کھڑا کیا کہ

خالق کائنات اپنے وجود کے ثبوت کے لئے اپنی زندگی کے دلائل پاتا ہے اور دلائل بھی ایسے جو من مانی نہ ہوں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ سے انسان کو حق الیقین تک پہنچانے والے ہوں۔ لائق مقرر نے انسان کی مادی اور روحانی کشمکش پر بصیرت افروز روشنی ڈالی اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی صفات اور کمالات اور قدرت نمائیاں بتا کل کی طرح آج بھی کامل ہے۔

آپ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے دعوے اور آپ کے علم و کلام اور کام کو پیش کرتے ہوئے اسی کو تحریک احمدیت کا سنگ بنیاد قرار دیا اور کہا کہ کسی الٰہی تحریک کا مقصد اعلیٰ یہی ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کی دنیا میں ایسا دعویٰ صرف اور صرف احمدیت ہی کرتی ہے اور کر سکتی ہے۔ پکارو اس خدا کو جو جواب دیتا ہے اور پوچھو اس سے جو بتاتا چلا جاتا ہے۔ یہ خود بھی ایک دلیل ہے۔ اس کائنات کے خالق ہونے کی آپ نے حاضرین جلسہ سے اپیل کی کہ وہ خدا را احمدیت پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ وہ اس تحریک کی صداقت انہیں سمجھائے۔

— مقرر کی ضعیفی اپنے دینی اور دنیوی دلائل اور براہین اور ان کے طرز بیان کے لحاظ سے سو فی صدی نوجوان تھی۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ بوڑھا مقرر نہیں بول رہا ہے بلکہ کوئی باطنی اور غیبی قوت ہے جو بولتی چلی جا رہی ہے

— جلسہ مکرم علی محی الدین صاحب کے مکان پر ہوا۔ احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی احباب بھی جلسہ میں شریک تھے۔

(ہفت روزہ آزاد نوجوان ۲ر جولائی ۱۹۵۹ء)

درویش فنڈ

کچھ عرصہ سے اس مد میں آمد غیر معمولی طور پر کم ہو گئی ہے۔ حالانکہ درویشوں کے جملہ اخراجات کا بوجھ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان پر ہے۔ اور احباب جماعت سے توقع کی جاتی ہے کہ جس طرح گذشتہ سالوں میں انہوں نے اس مد میں فراخدلی سے حصہ لیا ہے اور انفرادی و جماعتی طور پر مرکز کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے میں تعاون فرمایا ہے۔ آئندہ بھی اس مستقل ضرورت کو فراموش نہیں فرمائیں گے۔ اور درویش فنڈ میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

ہالینڈ میں اشاعتِ اسلام

درسِ قرآن مجید۔ عیسائی پادریوں سے گفتگو۔ تربیتی اجتماعات۔ تبلیغی دورے

علمی اور دینی مضامین کی اشاعت۔ حضور کی صحت کیلئے دعائیں اور صدقات

(رپورٹ ہالینڈ مشن از مارچ تا مئی ۱۹۵۹ء)

(از مکرم عبد الحکیم صاحب اکمل دی۔ ہالینڈ)

بفضلہ تعالیٰ عرصہ زیر رپورٹ تبلیغی لحاظ سے مفید رہا۔ ماہ رمضان میں درس قرآن مجید۔ مشن ہاؤس میں جلسوں اور تقاریر۔ اسلام کے مطالعہ کے لئے سپیشل کلاسوں، زائرین وفود کی آمد ماہوار مضامین کی اشاعتِ اسلام اور عیسائیت پر مناظرہ، تبلیغی دوروں اور دیگر اجلاسوں میں شمولیت کی وجہ سے خوب مصروفیت رہی۔ مسلم و غیر مسلم حضرات نزدیک و دور سے مسجد کی زیارت کے لئے آتے رہے۔ ممبران جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا اور صدقہ کی تحریک میں بڑے اخلاص کے ساتھ حصہ لیا تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا اور صدقہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر گذشتہ ماہ جب بیماری کا حملہ ہوا تو مکرم جناب وکیل التبشیر صاحب تحریک جدید کی طرف سے تار موصول ہونے پر جملہ افراد ہائے جماعت کو بذریعہ خطوط اطلاع دی گئی نیز حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے دعا اور صدقہ کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اجتماعی و انفرادی طور پر اخلاص کے ساتھ دعائیں کر رہی ہے۔ اور صدقہ میں حصہ لیتے ہوئے اسی وقت جماعت نے ایک قربانی کی رقم مرکز میں بھجوائی ہے جماعت کو باقاعدہ طور پر حضور پر نور کی صحت کے متعلق مطلع کیا جا رہا ہے اور دعاؤں کے لئے تلقین کی جا رہی ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام موصول ہوتے ہی جماعت کا ایک غیر معمولی اجلاس بلایا گیا جس میں مکرم برادرم حافظ صاحب انچارج ہالینڈ مشن نے حضور اقدس کا پیغام ڈچ زبان میں سناتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء مبارک اور حالات کی نزاکت سے جماعت کو آگاہ کیا۔

اس موقعہ پر مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ بھی موجود تھے۔ چنانچہ پیغام کے بعد آپ نے قریباً ایک گھنٹہ تک خلافت اور نظام کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے احباب جماعت کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی آپ کا خطاب نہایت ایمان افروز خیالات پر مشتمل تھا۔ جو جماعت کے لئے بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر جزا عطا فرماوے آمین۔

رمضان المبارک کے ایام

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس دفعہ بھی رمضان المبارک ہمارے لئے بہت سی برکات اور فیوض کے مواقع اپنے ہمراہ لایا۔ ہماری طرف سے رمضان المبارک کی تیاری نیز ان بابرکت ایام سے پورا فائدہ اٹھانے کی غرض سے احباب جماعت و غیر از جماعت کی خدمت میں سرکلرز وغیرہ بھجوائے گئے۔ اور انہیں تاریخ اور وقت اور اس موقع پر مشن ہاؤس میں جاری کردہ پروگرام سے مطلع کیا گیا۔ کہ یہاں ہر شام قرآن پاک کے ایک پارہ کا درس ہوا کرے گا۔ اور نماز باجماعت ادا کی جایا کرے گی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ سارا ماہ رمضان باقاعدگی کے ساتھ یہ پروگرام جاری رہا۔ جماعت کے بعض ڈچ ممبران نے پورے ماہ کے روزے رکھے۔ اور باقی نے اپنے اپنے حالات کے مطابق رمضان کی برکات سے کم و بیش حصہ لیا۔ آخری عشرہ میں ایک مرتبہ ایرانی سفیر بھی مسجد تشریف لائے اور نماز ادا کی آپ نے اس دینی ماحول کو ملاحظہ کرکے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور مالی طور پر مشن کی امداد بھی کی۔ اسی طرح مصری قونصلر صاحب نے بھی مسجد سے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے زائرین مسجد کی ضیافت کے لئے کھانے کی چند اشیاء بھجوائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس موقعہ پر ایک دوست کو اس دفعہ مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی بھی توفیق ملی جنہیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی گئی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ مسجد ہیگ میں اعتکاف کی سنت پوری کی گئی۔

عید الفطر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر اس دفعہ مشن ہاؤس میں غیر معمولی رونق رہی نماز عید مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے پڑھائی۔ مسجد نمازیوں سے بھرپور تھی۔ ممبران جماعت جو ہیگ، روٹرڈم۔ ڈیلفٹ، ایمسٹرڈم اور گرد و نواح کے دیگر شہروں سے آئے ہوئے تھے کے علاوہ پاکستان، مصر، ٹرکی، انڈونیشیا، یوگوسلاویہ۔ ڈچ گی آنا اور بعض دیگر ممالک کے احباب بھی شامل ہوئے۔ بین الاقوامی عدالت انصاف کے مصری جج مسٹر بدوی بھی نماز عید میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہماری جماعت کے ایک دوست جرمنی سے نماز عید کے لئے آئے تھے۔ اس موقع پر غیر مسلم حضرات کی بھی ایک بھاری تعداد حاضر تھی مشن ہاؤس کا میٹنگ روم اور انٹرنس ہال لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ان سب نے خطبہ عید میں اس موقع کی غرض و غایت اور اسلام کی مختصر تاریخ کو بڑے شوق سے سنا۔ نماز عید کے بعد جملہ حاضرین کی کافی وغیرہ سے تواضع کی گئی اور شام کو تقریباً پچاس افراد کو خاص طور پر کھانے پر مدعو کیا گیا۔ عید کی خبر تصاویر کے ساتھ پریس میں بھی آئی۔

علمی مجالس و تقاریر

اس عرصہ میں مشن ہاؤس میں گیارہ علمی مجالس منعقد ہوئیں جن میں مطالعہ اسلام کے لئے کورس، اسلام اور عیسائیت پر مناظرہ، مطالعہ قرآن کریم پر تقاریر۔ وفود کے درمیان لیکچرز وغیرہ شامل ہیں۔ تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مطالعہ اسلام کیلئے کورس

جیسا کہ گذشتہ رپورٹ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس دفعہ ہم نے مطالعہ اسلام کے لئے تعلیمی لیکچرز کا اعلان کیا تھا جن کے چار اجلاس عرصہ زیر رپورٹ میں منعقد ہوئے۔ پہلا لیکچر اسلام پر مجموعی رنگ میں دیا گیا۔ دوسرے اجلاس میں قرآن مجید کے مطالعہ کے اصول پر بحث کی گئی۔ تیسرے اجلاس میں جمع قرآن و اصلیت پر تقریر ہوئی۔ اور چوتھے جلسہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابہ الامتیاز کو واضح کیا گیا۔ ان کلاسوں میں جن کا داخلہ باقاعدہ فیس کے ساتھ تھا۔ حاضری پچیس ۲۵ سے تیس ۳۰ تک رہی۔ دوسرے نصف وقت میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ اور کافی وغیرہ سے تواضع کی جاتی رہی۔

عیسائی پادری سے مناظرہ

اس دفعہ مشن ہاؤس میں ایک کامیاب مناظرہ ہوا۔ عیسائیوں کی طرف سے جناب ڈاکٹر ایڈن برغ (Dr. I den Burg) پیش ہوئے۔ ڈاکٹر موصوف انڈونیشیا کے ایک سابق گورنر جنرل کے لڑکے ہیں اور یہاں مذہبی حلقہ میں اچھی شہرت کے مالک ہیں۔ ہماری طرف سے مکرم جناب حافظ صاحب انچارج ہالینڈ مشن نے حصہ لیا۔ مباحثہ سے چند دن قبل ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو مشن ہاؤس بلا کر مناظرہ کے لئے جملہ شرائط طے کیں۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد "حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام" موضوع بحث قرار دیا۔

جلسہ کا اعلان اخبارات میں دیا گیا۔ لوگ اس کثرت کے ساتھ آئے کہ بعض لوگوں کو سیڑھیوں میں بیٹھ کر اور انٹرنس ہال میں کھڑے ہو کر کارروائی سننی پڑی۔ پہلے وقت میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔ اور بعد میں مکرم برادرم حافظ صاحب نے اسلامی نقطۂ نگاہ پیش فرمایا۔ اس کے بعد لوگوں کو سوالات کی کھلی اجازت تھی جس کا اعلان اخبار میں خاص طور پر کیا گیا تھا۔ چنانچہ اکثر سوالات کا رخ ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف رہا۔ کیونکہ انہوں نے عیسائیت کے معتقدات پیش کرنے کی بجائے اپنے پاس سے دلائل پیش کرکے اس مسئلہ کو کسی قدر قابل فہم بنانے کی کوشش کی تھی جس سے وہ ایک حد تک اسلامی نظریہ کے ہی قریب ہو گئے تھے۔ حاضرین میں عیسائی پادری اور ڈاکٹر صاحبان بھی موجود تھے۔ لہذا ڈاکٹر موصوف کے لئے سوالات کا یہ مرحلہ کافی کٹھن ثابت ہوا۔ ہمارے بعض دوستوں کی طرف سے بھی پوچھے گئے سوالات کے جواب میں ڈاکٹر موصوف صرف اسی قدر کہہ سکے کہ میں ان سوالات کا جواب نہیں دے سکتا۔ غرض خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلامی نظریات کا لوگوں پر اچھا اثر رہا۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا" بار بار یاد آتا رہا۔ جلسہ کی برخاستگی کے بعد ایک شخص نے اسلام میں اپنی دلچسپی کا اچھے رنگ میں اظہار کیا۔ یہ صاحب اب زیر تبلیغ ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف چرچ سے بھی

میں بائیبل کے اُستاد ہیں۔ اس مباحثہ کے بعد پادری صاحب کو یہ فکر لاحق ہوا کہ کہیں ان کے معتقدین ہاتھ سے نہ نکل جائیں چنانچہ انہیں مضبوط کرنے کے لئے انہیں ایک اپنا جلسہ کرنا پڑا۔ جہاں انہوں نے اپنے احباب کو تسلی دلائی۔

مطالعہ قرآن مجید پر تقریر

مورخہ ۲۲/۷/۵۹ کو مشن ہاؤس میں مطالعہ قرآن کریم پر مکرم برادرم حافظ صاحب نے تقریر کی۔ حاضرین میں بفضلہ تعالیٰ ہر عمر کے لوگ شامل تھے آپ نے ایک گھنٹہ تک قرآن مجید کے معجزانہ اسلوب بیان پیشگوئیوں اور تعلیمات پر لیکچر دیا۔ اور حاضرین پر قرآن مجید اور بائیبل کے الہامی کتاب ہونے کے لحاظ سے فرق واضح فرمایا۔ وقفہ کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ جو نہایت اچھے رنگ میں ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ ہماری طرف سے جوابات دیئے جاتے رہے۔ سوالات کے بعد خاکسار نے چند احادیث نبویہ کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اور اجلاس برخاست ہوا۔ جملہ کارروائی کا لوگوں پر اچھا اثر رہا

وفود کی آمد

اس عرصہ میں طالب علموں اور دیگر سوسائیٹیوں کی طرف سے متعدد وفود مشن ہاؤس میں اسلام اور احمدیت کے متعلق معلومات کے لئے آتے رہے۔ اس طرح مزید پانچ مجالس علمیہ منعقد کرنے کا موقع میسر آیا۔

۱۔ پیومنسٹ سوسائٹی کی طرف سے دس ممبران کے ایک گروپ نے اسلام اور احمدیت کے متعلق معلومات کے لئے مسجد آنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ مکرم برادرم حافظ صاحب نے مقررہ تاریخ پر ایک گھنٹہ تک ان کے سامنے تعلیمات اسلامیہ پر لیکچر دیتے ہوئے تبلیغ اسلام کے بارہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی پر روشنی ڈالی اور جملہ سوالات کے مناسب جوابات دیئے۔ کارروائی کے اختتام پر حج کی تصاویر پروجیکٹ سے دکھائیں۔

۲۔ ایک چرچ سوسائٹی کی طرف سے تیس نوجوانوں کا ایک وفد دو پادری صاحبان کی معیت میں مشن ہاؤس آیا۔ مکرم انچارج صاحب نے ان کے سامنے تعلیمات قرآنیہ پر ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ اور قرآن مجید کے اعجازی نشان پر لیکچر دیا۔ پادری صاحبان کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے آپ نے بیان فرمایا کہ آج اگر کسی مذہبی کتاب پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید ہی ہے۔ جس میں صدیوں بعد بھی ایک نقطہ و شعشہ کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آپ نے مزید بتلایا کہ اس لئے جماعت احمدیہ نے قرآن کریم کے تراجم شائع کرتے ہوئے دو باتوں کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے۔ ایک یہ کہ ترجمہ کے ساتھ اصل لفظی الہام کو بھی قائم رکھا ہے "تا قرآن کریم میں تحریف کا دروازہ نہ کھل سکے اور اصل الہامی عبارت بھی سامنے آتی رہے۔ اور دوسرے یہ کہ قرآن مجید کے انفرادی مطالعہ کے لئے ایک مفصل دیباچہ بھی ساتھ دیا ہے۔ تا مبتدی کو اس کا مطالعہ کرتے ہوئے اسلامی نظریات کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

آپ کی تقریر کے اختتام پر ایک پادری صاحب نے اٹھ کر کہا کہ میں نے آپ کی جماعت کی طرف سے شائع کردہ قرآن پڑھا ہے اور اس کے دیباچہ کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ یہ واقعی قرآن پاک کے نظریات کو سمجھنے کے لئے ایک قابل قدر خدمت سرانجام دی گئی ہے۔ اجلاس برخاست ہونے پر دوسرے پادری صاحب نے قرآن مجید کی ایک کاپی خرید کی۔

۳۔ بیس طلبہ پر مشتمل ایک گروپ جو ایک پادری صاحب کی سرپرستی میں مشن ہاؤس پہنچا کے سامنے ایک گھنٹہ تک اسلام اور عیسائیت کے درمیان امتیازی فرق کو واضح فرمایا اور بتلایا کہ صرف اسلام کے ذریعہ ہی دنیا میں اتحاد اور امن کا قیام ممکن ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سفید و سیاہ اور بڑے چھوٹے کی تمیز کو یکسر ختم کر کے ایک سطح پر سب بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ اور بادشاہ و گدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اسلام ہی ایک مذہب ہے جو سب انبیاء علیہم السلام اور سب صحیفوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور بین الاقوامی بنیاد پر بھائی چارہ اور رواداری کو قائم کرتا ہے۔ تقریر کے بعد جملہ سوالات کے مناسب جوابات دیئے گئے۔

۴۔ پندرہ نوجوانوں پر مشتمل ایک چوتھا گروپ مشن ہاؤس آیا جن کے سامنے مکرم حافظ صاحب نے اسلام کی تاریخ اور تعلیمات کو اختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے اس زبردست انقلاب کو واضح فرمایا کہ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور جو اب تک آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں مزید نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ لیکچر کے اختتام پر سوالات و جوابات کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ اور جلسہ برخاست ہونے پر طلبہ کو لٹریچر پیش کیا گیا اور مسجد اور اس سے متعلقہ تصاویر دکھائی گئیں۔

۵۔ ایک پانچواں وفد مشن ہاؤس اس وقت پہنچا جبکہ مکرم حافظ صاحب ہیگ سے باہر تشریف لے گئے تھے لہٰذا یہ اجلاس خاکسار کی موجودگی میں ہوا۔ ہمارے دو ڈچ مسلم بھائیوں نے اسلامی نظریہ توحید پر پندرہ منٹ تک تقریر کی۔ اور پھر دو گھنٹہ تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض مواقع پر جہاں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی خاکسار ان کی مدد کرتا رہا۔

تقریب نکاح

عرصہ زیر رپورٹ میں ایران کے قونصل صاحب کی درخواست پر ایک ایرانی جوڑے کے نکاح کا اعلان مسجد میں کیا گیا۔ مکرم جناب حافظ صاحب نے خطبہ نکاح میں فرمایا کہ اسلام اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہے کہ اپنی خوشی اور مسرت کے لمحات میں بھی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذات کو نظر سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے فرائض کی سرانجام دہی کی بھی پوری کوشش ہونی چاہیئے آپ نے تبلیغ دین کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر مسلمان کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی دینی تعلیمات پر عمل کر کے دیگر لوگوں کے سامنے چلتا پھرتا نمونہ ثابت ہو تا غیر مسلموں پر اسلام کی برتری اور خوبی ظاہر ہوتی چلی جائے۔ اور تا ان لوگوں کے لئے تبلیغ اسلام میں ایک بہت بڑی آسانی پیدا ہو۔ جو اس میدان میں قدم مار رہے ہیں آپ نے کہا کہ اگرچہ اس وقت تک ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کی فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ یہ کام سرانجام پا رہا ہے۔ دوسرے بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اسلامی نمونہ پیش کرتے ہوئے ان کی مدد کریں تا اسلام کا بول بالا ہوتا چلا جائے اور دنیا ایک دفعہ پھر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اطمینان قلب حاصل کرے۔

دیگر جلسوں میں شمولیت

دوسرے لوگوں کے جلسوں میں شمولیت کے لئے بھی کافی مواقع میسر آئے۔ مشہور سوسائیٹیوں کی طرف سے دعوت نامے موصول ہوئے۔ جہاں منتظمین جلسہ کے علاوہ بہت سے نئے لوگوں سے تعارف حاصل ہوا اور ان تک مسجد اور مشن ہاؤس کا نام پہنچا۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ ایمسٹرڈم میں جنگی انجمنوں کی طرف سے ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں قریباً دو صد اشخاص جمع ہوئے۔ مکرم و محترم حافظ صاحب بھی اس موقع پر حاضر تھے آپ نے صدر جلسہ نے اس بات کا خاص طور پر اظہار کیا کہ حافظ صاحب موصوف مسجد ہیگ کے امام ہیں۔ لہٰذا یہ اظہار ایک وسیع حلقہ میں مسجد کے تعارف کے لحاظ سے مفید ثابت ہوا۔ فالحمد للہ۔

۲۔ بمقام ہلفرسوم (Hilversum) جو ہیگ سے بذریعہ گاڑی قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر ہے۔ ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا اجلاس ہوا ان کے صدر ڈاکٹر واڈ کی طرف سے ہمیں بھی دعوت نامہ موصول ہوا۔ چنانچہ مکرم انچارج صاحب نے خاکسار اور ہمارے ڈچ مسلم بانسن کو شامل ہونے کے لئے روانہ فرمایا۔ خاکسار نے جلسہ کے منتظمین کے علاوہ نئے لوگوں سے مسجد ہیگ کا تعارف کرایا۔ اور انہیں مسجد آنے کی دعوت دیتے ہوئے ایڈریس کارڈ پیش کیا۔

وقفہ میں دیگر لوگوں کے علاوہ ایک پادری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو پاکستان اور احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کرتے رہے۔ گفتگو کے دوران صدر صاحب کانگرس اور پادری صاحب نے پاکستان میں چھٹیاں گذارنے کا اظہار فرمایا۔ اس پر خاکسار نے انہیں ربوہ جانے کی بھی دعوت دی۔ پادری صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے اس موقع پر خاکسار کو ایک نئی شائع شدہ کتاب دکھلائی جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور مسجد ہیگ کا بھی ذکر کیا۔

۳۔ ڈچ ایران سوسائیٹی کی طرف سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جہاں دیگر معزز لوگوں کے علاوہ سفیر ایران بھی شامل ہوئے۔ اس میں بھی ہمیں شرکت کا موقع ملا۔ لیکچرار صاحب نے ایران کے ساتھ ہالینڈ کے پرانے تعلقات پر تاریخی لحاظ سے روشنی ڈالی۔ چنانچہ اس موقعہ پر فاضل مقرر سے مل کر اسے مسجد آنے کی دعوت دی گئی اور جماعت سے تعارف کرایا نیز دوسرے بہت سے لوگوں سے بھی ملاقات ہوئی۔

۴۔ ہیگ سے بذریعہ ٹرین قریباً ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر Utrecht کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہمارے ایک ڈچ مسلم نے اسلام پر تقریر کی۔ اس موقع پر مکرم برادرم حافظ صاحب جلسہ میں شامل ہوئے اور وقفہ سوالات میں بحث کے دوران گفتگو میں حصہ لیا نیز مختلف لوگوں سے ملنے کا موقع میسر آیا جو تبلیغی لحاظ سے مفید رہا۔

۵۔ ڈو عرب سرکل جو یہاں کی ایک اہم انجمن ہے کا ایک اجلاس ہیگ میں منعقد ہوا۔ پروفیسر ڈاکٹر دریوس (Dr. Dreuwes) جو ایک مشہور ڈچ مستشرق ہیں۔ اور مذکور سرکل کے صدر بھی ہیں کی طرف سے ہمیں بھی دعوت نامہ موصول ہوا چنانچہ ہماری طرف سے چھ افراد نے جن میں سے تین ہمارے ڈچ مسلم تھے جلسہ میں شرکت کی اور نئے احباب سے ملاقات کی۔ مکرم جناب حافظ صاحب نے اس تحقیق لیکچرار سے مل کر تعارف حاصل کیا اور مسجد آنے کی دعوت دی۔ ایسی ملاقاتیں تبلیغی لحاظ سے کافی مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

۶۔ اس سال آخر مئی میں بمقام واخننگن (Wageningen) ایک سوسائٹی کی طرف سے ایک سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ یہ کانفرنس ہر سال مختلف مقامات پر منعقد کی جاتی ہے جہاں ہالینڈ کے اطراف وجوانب سے خاص خاص لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ آزادی کے ساتھ اپنے اپنے خیالات ظاہر کر کے ایک بہتر سے بہتر زندگی کو پُرامن بنا سکیں۔ انجمن کا مرکزی نقطہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری اس کا بنیادی اصول ہے اکثر طور پر ملک کے باہر کے مقررین کو بولنے کی دعوت دی جاتی ہے چنانچہ اس دفعہ بھی لیکچرار جرمنی اور انگلستان سے منگوائے گئے تھے جن کی تقاریر نہایت خوشکن ماحول میں ہوئیں۔

از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت امام جماعت احمدیہ ہی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے مصداق ہیں

لاہوری "اہل الرائے" حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۶)

(۱۵) پندرھواں ثبوت یہ ہے کہ بالفرض اگر ان اطلاعات کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ یہ کسی الہام کے ماتحت نہ تھیں صرف آپ کے اجتہاد سے تھیں تو آپ کے اجتہاد کو خدا تعالیٰ نے غلط قرار نہیں دیا بلکہ اُسے قائم رکھا۔ اس لئے آپ کا اجتہاد منزلہ اجتہاد نہیں رہا۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا یہ کہنا کہ ملہم کا اپنا اجتہاد کچھ چیز نہیں جب تک کہ الہام اس کی تائید نہ کرے اس لئے درست نہیں کہ خدا تعالیٰ نبی کے غلط اجتہاد کو قائم نہیں رہنے دیتا اور اس کی اصلاح فرما دیتا ہے اگر یہ اجتہاد غلط ہوتا تو خدا تعالیٰ ضرور اس کی اصلاح فرما دیتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے خلاف کوئی الہام نازل نہ کیا بلکہ خاموشی سے اس کی تصدیق کر دی۔

دوم۔ اگر اس امر کی ضرورت تھی کہ الہام یہ بتلاتا کہ وہ پسر خاص پیدا ہو چکا ہے اور آئندہ اس کا ظہور ہوگا تو الہام نے بھی اس بارہ میں آپ کو اطلاع کر دی اور بتا دیا کہ وہ پیدا ہو چکا ہے اور زندہ موجود ہے۔ اور یہ بھی کہ آئندہ اس کا ظہور ہوگا۔

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کی دو ہی شقیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق اس کی پیدائش سے اور دوسری کا اس کے ظہور سے تھا۔ چونکہ پیدائش ہو چکی تھی۔ اور وہ زندہ موجود تھا۔ اور صرف ظہور باقی تھا اس لئے الٰہی بشارت نے ان ہر دو پہلوؤں کو نمایاں کر دیا۔ اور آپ نے اس کا اظہار اپنے اشعار میں فرما دیا اور لکھا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کیسا صاف بتایا ہے کہ مصلح موعود پیدا ہو کر زندہ موجود ہے۔ البتہ اس کا ظہور باقی ہے جو آئندہ ہوگا۔ یہی دو پہلو تھے جن کا بیان کرنا اس وقت ضروری تھا۔ سو اس بشارت نے ان کو بیان کر کے مصلح موعود کے متعلق قطعی فیصلہ کر کے ہر قسم کے شکوک کا دفعیہ کر دیا۔ اور ظلمت کے خیالات کو مٹا دیا اور جو جو اعتراضات غافلوں اور مردہ دلوں کے منہ سے نکلے تھے ان کو نابود اور ناپدید کر دیا۔

آپ نے مختلف قسم کی اطلاعات میں ان اشتہارات کی کوئی نہ کوئی بات محمود پر چسپاں کر کے اعلان فرمایا اور اس طرح آپ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء اور ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء اور تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں سے ہر ایک کا اسے مصداق ظاہر کیا۔

(۱۶) سولھواں ثبوت یہ ہے کہ آپ نے محمود کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ہے۔ چنانچہ آپؑ تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

(۱) "یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ یہ مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئی اور پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول خدا تعالیٰ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دے اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دے کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں تمام دنیا میں پھر و۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۱-۴۲ طبع ۱۸۹۹ء)

(۲) "یہ انسان کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ یہ منصوبہ سوچے کہ اول مشترک طور پر چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرے جیسا کہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے جائیں پہلا تا کہ چار کا عدد جو پہلی پیشگوئیوں میں قرار دیا تھا وہ پورا ہو جائے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۳)

ان ہر دو تحریرات سے صاف عیاں ہے کہ آپؑ نے محمود کو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی چار صلبی بیٹوں میں شامل ہے پس یہ کہنا کہ محمود کو آپ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کا مصداق قرار نہیں دیا سراسر خلاف واقع ہے۔ اور اس میں ذرا بھی صداقت نہیں۔ اس تحریر میں ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے الفاظ موجود ہیں جس سے انکار کرنا سراسر ظلم ہے پس اگر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ظاہر کرنے سے اس کا مصلح موعود ہونا ظاہر ہو سکتا ہے تو وہ بھی آپؑ نے لکھ دیا ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ بشیر اول کے بعد مصلح موعود سمیت لڑکوں کی تعداد چار بتائی گئی ہے۔ اگر مصلح موعود الگ الگ لڑکے قرار دیئے جائیں تو اس صورت میں تو یہ تعداد چار سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ اور اگر مصلح موعود کے متعلق بقول لاہوری "اہل الرائے" حضرات یہ خیال کیا جائے کہ وہ چودھویں صدی میں آئے گا تو تعداد درجنوں تک جا پہنچتی ہے۔ اس صورت میں چار کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی اس کی بجائے درجنوں کا لفظ ہونا چاہیئے تھا۔

(۱۷) سترھواں ثبوت یہ ہے کہ آپؑ نے ۸ر جون ۱۸۸۶ء کو یہ بیان فرمایا تھا کہ

"اس عاجز پر ظاہر کیا گیا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک کشفی عالم میں مجھے چار پھل دیئے گئے ہیں ان میں سے تین تو آم کے تھے مگر ایک سبز رنگ کا بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں کے مشابہ نہ تھا میرے دل میں یہ پڑا کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہوتی ہے"۔

(مکتوبات جلد پنجم)

حضرت اقدسؑ نے اس خاص لڑکے کی پیشگوئی اول ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں کی تھی۔ اور پھر اس کی تفصیلات کے لئے پھل کے سبز رنگ کی مناسبت سے سبز رنگ کے ورقوں پر اس کے متعلق اشتہار چھپوایا تھا جب اس لڑکے کی پیدائش ہو چکی تو آپ نے بار بار سبز رنگ کے ورقوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ وہ آسمانی روح رکھنے والا فرزند جو سبز رنگ کے پھل کی شکل میں دکھایا گیا تھا اور جس کی خبر سبز رنگ کے ورقوں پر دی گئی تھی پیدا ہو چکا ہے۔ پس اول اس کے لئے سبز رنگ کا اشتہار اور بار بار سبز رنگ کے ورقوں والے اشتہار کے الفاظ کا تکرار آپؑ نے اسی غرض سے کیا تھا کہ آپؑ یہ ظاہر کریں کہ وہ فرزند خاص پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ مذکورہ کشف کا مصداق ہے۔ چونکہ اس کشف کے مصداق کے متعلق پیشگوئی پہلے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔ اور وہ مادہ سبز اشتہار میں درج فرمائی تھی اس لئے محمود کو اس لئے سبز رنگ کے اشتہار کا مصداق قرار دینے کے یہی معنی ہیں کہ وہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کا مصداق ہے۔ (باقی)

لجنہ اماء اللہ مدراس کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت

مدراس ۲۷ر مئی ۱۹۵۹ء (تاخیر سے) لجنہ اماء اللہ مدراس کے زیر اہتمام خان بہادر پروفیسر محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مدراس کے مکان پر جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ٹھیک ساڑھے چار بجے شروع ہوئی۔ خدا کے فضل سے قریباً سب ممبرات شریک جلسہ ہوئیں۔

تلاوت قرآن کریم محترمہ سرتاج بیگم صاحبہ نے کی اور نظم النفری بیگم صاحبہ قریشی نے پڑھی۔ بعد ازاں محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اور محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے اپنے اپنے مضامین "آؤ ہم آج یہ عہد کریں کہ خلافت سے تمام سے تعاون کی ہم ہر ممکن کوشش کریں گی" اور "جیسے دنیا کل کا بچہ خیال کرتی تھی وہ اولوالعزم خلیفہ ثابت ہوا" باری باری پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد عاجزہ نے خلافت سے وابستگی کے متعلق ایک تقریر کی اور جلسہ علاوہ ختم ہوا۔ دوران جلسہ خلافت کی شان میں مختلف نظمیں پڑھی گئیں اور حضور کا تازہ پیغام بھی جماعت کے نام سنایا گیا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق دعائے خاص کی تحریک کی گئی۔ اور انفرادی طور پر دعا کے لئے کہا گیا۔ جلسہ اچھا بارونق رہا الحمد للہ علیٰ ذالک

اس تقریب کی خوشی میں اہل خانہ کی طرف سے جملہ حاضرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ناصرہ بیگم صدر لجنہ اماء اللہ مدراس

لبنہ (یو-پی) میں جماعت احمدیہ کی طرف سے عید الاضحیٰ کی تقریب

لبنہ میں قبل ازیں خاکسار کے آنے کے بعد جو تبلیغی مجالس ہوتی رہیں اور پھر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ کے مدراس سے تشریف لانے پر "سیرت النبی" کا جلسہ ہوا۔ اس کے کوائف ناظرین بدر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان تبلیغی جلسوں اور مختلف اوقات میں تبادلہ خیالات کے نتیجہ میں کشمیری وانی خاندان کے بعض سمجھدار مسلمان اور دوسرے عام مسلمان طبقہ میں احمدیت کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں آہستہ آہستہ دور ہونی شروع ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب عید الاضحیٰ کا موقع بہت قریب آیا تو بعض سعید الفطرت لوگوں نے عید سے چند دن قبل علی الاعلان کہہ دیا کہ ہم اس مرتبہ عید کی نماز احمدیوں کے امام کے پیچھے پڑھیں گے۔ کیونکہ ہم میں یہاں ناسق قابلیت کا کوئی امام نہیں ہے۔ اور ..... اسباب میں سب سے زیادہ پیش پیش وانی خاندان کے دو مشہور رئیس مکرم خواجہ محمد حسین صاحب اور مکرم جناب سیٹھ یعقوب حسن صاحب وانی تھے آخر وقت تک اپنے فیصلہ پر قائم رہے۔ باوجود اس کے کہ اُن کے اپنے تمام رشتہ داروں اور گھر کے دوسرے عزیزوں نے عید کے دن تک اُنہیں روکتے اور دھمکی دیتے رہے۔ کہ تم قادیانیوں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھو ورنہ تمہارا بائیکاٹ کر دیا جائے گا اور تمہیں کوئی دفن کرنے والا نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس پر بھی وہ استقلال کے ساتھ اپنی رائے پر قائم رہے۔ چنانچہ جب اُنہیں ہر قسم کی کوشش سے مایوسی ہو گئی تو جماعت احمدیہ کے صدر مکرم ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب کے پاس اُن کا ایک نوجوان لڑکا اور دوسرے رشتہ دار بھی پہنچے کہ اُنہیں عیدگاہ کو ہرگز ساتھ نہ لے جائیں ورنہ جھگڑا ہو جائے گا اس پر ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے لیکن اگر کوئی ہمارے ساتھ خوشی سے نماز پڑھنے آئے اور اس کے نتیجہ میں اُسے کوئی تکلیف دی گئی تو یہ مناسب نہیں ہمارے لئے بھی تکلیف دہ ہوگی مکرم ڈاکٹر صاحب نے واضح کیا کہ الحمد للہ ہمارا اصول یہ ہے کہ ہم امن سے رہیں اور دوسروں کو بھی امن میں رکھیں۔ گو ہم احمدی یہاں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لیکن کسی کے ناجائز دباؤ پر ہم ہرگز ڈرنے والے نہیں ہیں مکرم ڈاکٹر صاحب کی ان کھری کھری باتوں کو سنکر وہ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ بھی نہ کر سکے۔

بعض مصلحتوں کی بنا پر عید سے کئی روز پیشتر یہ امر طے پا گیا تھا کہ عید پیروا میں جا کر منائی جائے۔ اس کے لئے ہماری درخواست پر سردار نجن سنگھ صاحب جو لبنہ کے سب سے بڑے مشہور سیاسی لیڈر ہیں اور یہاں کے احمدیوں سے ہمدردی رکھتے ہوئے ہر ممکن مدد پہنچانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اپنی موٹر کار پیش کر دی۔ الحمد للہ عین وقت پر مذکورہ بالا دونوں معزز اصحاب بھی پہنچ گئے۔ اور ہمارا قافلہ نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ آدھ گھنٹہ کے اندر پیروا میں وہاں کے احمدی دوست مکرم جناب سید ظہور الحسن صاحب وانی سکرٹری مال کے ہاں پہنچ گیا۔ اور خاکسار نے نماز پڑھائی جس میں مستورات بھی شامل ہوئیں۔ اس علاقہ میں اس قسم کا یہ پہلا موقعہ تھا کہ احمدیوں نے نسبتاً زیادہ اطمینان اور امن کے ساتھ عید کی تقریب منائی۔ ثم الحمد للہ

دعوتی تقریب

پیروا سے جب بعد نماز واپسی ہوئی تو مکرم جناب ظہور الحسن صاحب وانی سکرٹری نے ہمارے قافلہ کے تمام افراد کو دعوت طعام دی۔ نیز اسی دن ہمارے صدر جماعت لبنہ مکرم جناب ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب نے اپنے چند غیر مسلم دوستوں اور پڑوسیوں میں بھی عید کی خوشیوں میں شیرینی تقسیم کی نیز اُنہوں نے دوسرے دن بھی شام کے وقت دعوت طعام دی۔ بعض معزز مسلمانوں اور مذکورہ بالا دونوں وانی خاندان کے سرکردہ رئیسوں کو بھی مدعو کیا جن میں ایک حد تک تبلیغی لحاظ سے تبادلہ خیالات کا بھی موقع ملتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو دوستوں کو جزائے خیر دے اور اُن کے جان ومال میں برکت بھی دے۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک مخلص اور فعال جماعت پیدا کر دے آمین۔

خاکسار
سید صمصام الدین احمد عفا عنہ
خادم سلسلہ عالیہ مقیم لبنہ ضلع رائے پور (یو-پی)

تعزیتی قرار دادیں

جمشید پور

ہم ممبران جماعت احمدیہ جمشید پور مکرم ومعظم پیارے بھائی چوہدری عبد اللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم چوہدری صاحب کی اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ہمیں مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی ہم ممبران کو توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

مرحوم چوہدری صاحب فی الحقیقت احمدیت کے پروانہ تھے۔ آپ کا اخلاص ومحبت غرضیکہ احمدیت پر فدا تھے۔ خاندان نبوت کے سچے عاشق اور احمدیوں کے سچے مونس وغمگسار تھے۔ جماعت کی تربیت ہر جہت سے اس کی ترقی ونگہبانی کا ایک خاص ملکہ رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اگرچہ چند ماہ پیشتر وہ ہم لوگوں سے بعض حالات پر جدا ہوئے لیکن ان کا ایثار وقربانی ہر آن و ہر گھڑی آنکھوں کے سامنے ہوتا اور قریب قریب ہر میٹنگ اور جماعتی کاموں میں ان کا ذکر خیر ہوتا۔

جمشید پور کی جماعت پر ان کا خاص احسان ہے اور ہم لوگ کبھی بھی اسے فراموش نہیں کر سکتے۔

آہ پیارے چوہدری صاحب ہم لوگوں کو داغ مفارقت دے کر آپ اپنے مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبد الحمید امیر جماعت احمدیہ جمشید پور

— (۲) —

محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر پا کر تمام خاندان سخت غمگین اور رنجیدہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اُن کے جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جب تک محترم چوہدری صاحب جمشید پور میں رہے ہم لوگوں سے بہت ہی مانوس تھے۔ اور ہم لوگوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ مرحوم کو والہانہ محبت تھی جس کو ہم لوگوں نے خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ میرے خاندان کا ایک ایک فرد پیارے چوہدری صاحب کے خاندان اور اُن کے تمام بھائیوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ۔

خاکسار محمد سلیمان پراونشل امیر صوبہ بہار

دعائے مغفرت

مکرم عبد الغنی صاحب ولد التعب زندگی جو جماعت احمدیہ جمشید پور کے ایک مخلص اور پر جوش فرد ہیں کی اہلیہ نصرت بی بی صاحبہ ۲۲ رجون ۱۹۵۹ء کو ایک لمبے عرصہ تک بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ دو چھوٹے بچے اور بچیاں چھوڑ گئی ہے۔ احباب کرام وبزرگان سلسلہ سے مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا کی بصورت درخواست ہے۔ — عاجز سید صمصام الدین احمد مبلغ مقیم لبنہ (یو-پی)

منقولات

اخبار ریاست دہلی کا ایک نوٹ

اخبار ریاست دہلی مجریہ ۶ر جولائی ۱۹۵۹ء میں سکھوں کی تباہی کے نئے وارنٹ" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون لکھتے ہیں:-

"ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش میں بانیان مذاہب پر بہت ہی قابل اعتراض حملے کئے گئے ہیں اور سوامی دیانند نے اپنی اس کتاب میں گورو نانک دیو کو دمبی (مکار) تک لکھا جو سوامی دیانند کی گورو نانک کی تعلیم سے ناواقفیت اور غیر ذمہ داری کا ثبوت ہے اور ہماری رائے ہے کہ خود آریہ سماج ہی ان ایسی غلط بیانیوں اور ناجائز حملوں کو ستیارتھ پرکاش میں سے نکال کر اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں مگر ستیارتھ پرکاش کو اگر گورنمنٹ قابل ضبطی قرار دے تو پھر دوسرے مذہبی کتابوں کو بھی کیوں نہ ضبط کیا جائے کیونکہ کوئی کتاب بھی نہیں جس میں دوسرے مذاہب کی مخالفت نہ کی گئی ہو مثلاً گورو گرنتھ صاحب میں جنیو، شراد وغیرہ اور بتوں کی کی مذمت کی گئی ہے اور قرآن میں مرتد کو سنگسار کر دینے کی بھی تلقین موجود ہے۔ جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے"

ریاست" اس نوٹ کے پہلے حصے کے متعلق تو ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے البتہ جہاں تک بانیان مذاہب میں مذہبی کتب میں مذکور دوسرے مذاہب کی مخالفت کا تعلق ہے اگر اس کا مطلق طور پر ایک مذہب کا دوسرے سے اختلاف مراد ہے تو یہ بلا شبہ قابل اعتراض قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ اختلاف کے ساتھ دلآزاری کا پہلو بہرحال مذموم ہے۔ جیسے کسی مذہب کی کتاب کی طرف منسوب یا نا عذر طلب پہلے ...... نوٹ کے آخر میں جو کچھ قرآن کریم کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ افسوس کہ قرآن کریم سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی اس لحاظ سے اس مسئلہ کا اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم کی طرف

بجٹ سالِ رواں

اور

احبابِ جماعت کی ذمہ واریاں

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں۔ اموال اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا۔ جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں دیا کہ وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو سینکڑوں سال تک دنیا کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں۔ اموال۔ اولاد۔ عزتوں اور وطن کی قربانیاں دینا پڑیں۔ نہ صرف قیامت تک کے لئے وہ سنہری باب بنے بلکہ وہ جو صحابہ کی طرح نانِ شبینہ کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیتیں عطا فرمائی ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضلوں۔ رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں۔ باقی تمام دنیا اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی ہے۔ اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی رضا تم پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنی رضا کو چھوڑ کر۔ اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہی وقت خدمت گذاری کا ہے پھر اس کے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر ہوگا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ دین کی مالی خدمت کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اور جبکہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اور بیعت کر کے ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد بھی کیا ہے اور اس کے بعد ہم ہر سال اپنی رضا اور شرح صدر سے رضا الٰہی کی خاطر بجٹ بنواتے ہیں تو اس کی سو فی صدی ادائیگی ہم پر لازم ہو جاتی ہے۔ جس کو پورا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بجٹ کر لینے جو مالی خدمت کا عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے اس کو پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جوابدہ ٹھیرتے ہیں

سہ ماہی اول اور احباب جماعت کا فرض

لیکن اب صورت یہ ہے کہ بجٹ سالِ رواں کے ابتدائی دو ماہ گذر چکے ہیں۔ اور عنقریب سہ ماہی اول بھی ختم ہونے والی ہے۔ مگر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی وصولی نہیں ہو رہی اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کی طرف سے اب تک چندہ جات کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ مرکزی ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے تمام عہدیدار اپنی مالی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا کریں۔ اور عہدیداران چندہ جات کی وصولی کے لئے خاص اہتمام کریں۔ تاکہ جماعت میں کوئی ایسا فرد نہ رہے۔ جو نادہندہ۔ بقایا دار یا بے شرح ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت سہ ماہی اول کے چندوں کی رقوم جلد از جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور عہدیداران مال نسبتی بجٹ کے مطابق جلد از جلد وصولی کر کے چندہ جات کی رقوم ارسال فرمائیں گے تاکہ مرکزی ضروریات کی تکمیل میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کر کے ان راہوں پر چلائے۔ جو اس کے فضل اور رضا کی راہیں ہیں۔　　ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل

انسپکٹر بیت المال از ۱۱-۷-۵۹ تا ۱۱-۱۰-۵۹

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۱۱-۷-۵۹ تا ۱۱-۱۰-۵۹ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کر رہے ہیں عہدیداران جماعتہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔　　ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	قادیان	۱۱ ۷/۵۹	بجوپورہ	۱۲ ۷/۵۹	۱ یوم	
۲	بجوپورہ	۱۳ 〃	انبیٹہ	۱۳ 〃	۲ 〃	
۳	انبیٹہ	۱۶ 〃	انچولی	۱۶ 〃	۱ 〃	
۴	انچولی	۱۸ 〃	دہلی	۱۸ 〃	۲ 〃	
۵	دہلی	۲۱ 〃	امروہہ	۲۲ 〃	۲ 〃	
۶	امروہہ	۲۵ 〃	سردار نگر	۲۵ 〃	۱ 〃	
۷	سردار نگر	۲۶ 〃	بریلی	۲۷ 〃	۱ 〃	
۸	بریلی	۲۸ 〃	شاہجہانپور	۲۸ 〃	۲ 〃	
۹	شاہجہانپور	۳۱ 〃	کٹیا	۱ ۸/۵۹	۱ 〃	
۱۰	کٹیا	۲ ۸/۵۹	لکھنؤ	۲ 〃	۱ 〃	
۱۱	لکھنؤ	۳ 〃	گونڈہ	۳ 〃	۱ 〃	
۱۲	گونڈہ	۴ 〃	فیض آباد	۴ 〃	۱ 〃	
۱۳	فیض آباد	۵ 〃	لکھنؤ	۵ 〃	۱ 〃	
۱۴	لکھنؤ	۵ 〃	کانپور	۶ 〃	۳ 〃	
۱۵	کانپور	۹ 〃	راٹھ دسکرا	۱۰ 〃	۳ 〃	
۱۶	راٹھ دسکرا	۱۳ 〃	چرگاؤں	۱۴ 〃	۱ 〃	
۱۷	چرگاؤں	۱۵ 〃	کشن گڑھ	۱۶ 〃	۱ 〃	
۱۸	کشن گڑھ	۱۷ 〃	جے پور	۱۷ 〃	۱ 〃	
۱۹	جے پور	۱۸ 〃	ساندھن	۱۹ 〃	۲ 〃	
۲۰	ساندھن	۲۱ 〃	صالح نگر	۲۱ 〃	۱ 〃	
۲۱	صالح نگر	۲۳ 〃	علی پور کھیڑہ	۲۴ 〃	۱ 〃	
۲۲	علی پور کھیڑہ	۲۵ 〃	ننگل گھنو	۲۵ 〃	۱ 〃	
۲۳	ننگل گھنو	۲۶ 〃	کرھل	۲۷ 〃	½ 〃	
۲۴	کرھل	۲۷ 〃	بھدوہی	۲۷ 〃	½ 〃	
۲۵	بھدوہی	۲۸ 〃	بنارس	۲۸ 〃	½ 〃	
۲۶	بنارس	۲۸ 〃	آرہ	۲۹ 〃	½ 〃	
۲۷	آرہ	۳۰ 〃	پٹنہ	۳۰ 〃	۱ 〃	
۲۸	پٹنہ	۱ ۹/۵۹	مظفر پور	۱ ۹/۵۹	۱ 〃	
۲۹	مظفر پور	۲ 〃	بیگو سرائے	۲ 〃	۱ 〃	
۳۰	بیگو سرائے	۳ 〃	پرکھوچی	۳ 〃	۱ 〃	
۳۱	پرکھوچی	۴ 〃	بھاگلپور	۵ 〃	۲ 〃	
۳۲	بھاگلپور	۸ 〃	برہ پورہ	۸ 〃	۱ 〃	
۳۳	برہ پورہ	۹ 〃	خانپور ملکی	۹ 〃	۲ 〃	
۳۴	خانپور ملکی	۱۲ 〃	بلاری	۱۲ 〃	۱ 〃	
۳۵	بلاری	۱۳ 〃	مونگھیر	۱۴ 〃	۲ 〃	
۳۶	مونگھیر	۱۶ 〃	اورین	۱۶ 〃	۱ 〃	
۳۷	اورین	۱۷ 〃	سونگڑہ	۱۷ 〃	۱ 〃	
۳۸	سونگڑہ	۱۸ 〃	آرٹہ	۱۸ 〃	۱ 〃	
۳۹	آرٹہ	۱۹ 〃	گیب	۱۹ 〃	۱ 〃	
۴۰	گیب	۲۰ 〃	رانچی	۲۱ 〃	۲ 〃	
۴۱	رانچی	۲۴ 〃	جمشید پور	۲۵ 〃	۲ 〃	
۴۲	جمشید پور	۲۸ 〃	موسی بنی مائینز	۲۸ 〃	۳ 〃	
۴۳	موسی بنی مائینز	۱ ۱۰/۵۹	تھو کھنڈار	۱ ۱۰/۵۹	۱ 〃	
۴۴	تھو کھنڈار	۲ 〃	کلکتہ	۳ 〃	۸ 〃	
۴۵	کلکتہ	۱۱ 〃	اڑیسہ	—	—	

خبریں

ترِیوَنڈرم ۱۳ر جولائی۔ آج کیرلا میں کمیونسٹ وزارت کے خلاف اپوزیشن پارٹیوں کی ایجی ٹیشن شروع ہوئے ایک ماہ ہو گیا ہے۔ آج پرجا سوشلسٹ پارٹی نے تریونڈرم میں ٹرانسپورٹ بسوں کے جنکشنوں پر وسیع پیمانہ پر پکٹنگ کی۔ والنٹیر بھاری بارش میں سڑکوں پر بسوں کے آگے لیٹ گئے۔ اور ٹریفک جام کر دیا۔

مدراس ۱۳ر جولائی۔ کیرلا کے وزیراعظم شری نمبودری پاد نے آج بیان کیا کہ اب کیرلا میں اپوزیشن پارٹی دم توڑ رہی ہے۔ وہ دہلی سے ٹریونڈرم جاتے ہوئے مدراس کے ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ شری گوبندان نائر نے حال ہی میں جو بیان دیا تھا کہ کیرلا میں اب تک ۷۵ ہزار اشخاص اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر چکے ہیں۔ اس کا بھی انہوں نے ذکر کیا اور کہا کہ اب تک صرف آٹھ یا نو ہزار اشخاص کو سزا دی گئی ہے۔ ان میں وہ اشخاص بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دوسری یا تیسری مرتبہ گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ کیونکہ صرف دو ہفتے قید کی سزا دی جاتی ہے

ٹریونڈرم ۱۳ر جولائی۔ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کی نیشنل ایگزیکٹو کے ایک ممبر مسٹر زیڈ اے احمد نے کاون میں ڈسٹرکٹ کمیونسٹ پارٹی کے زیر اہتمام منعقدہ ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے کیرلا میں جو ہنگامہ کیا جا رہا ہے وہ جمہوریت اور ہندوستانی آئین کے لئے چیلنج ہے۔ آپ نے کہا کہ کیرلا کی منتخب اور اکثریت رکھنے والی وزارت کو پانچ سال کی مدت پورا کرنے کی اجازت نہ دینا اور بیچ میں ہی نئے چناؤ کا مطالبہ کرنا غیر جمہوری اور انتہائی امتیازی مطالبہ ہے ہم کسی سے ہمدردی نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور وقار کا خود تحفظ کریں گے۔

بھوبنیشور ۱۳ر جولائی۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ اُڑیسہ وزارت میں آٹھ نئے وزیر شامل کرنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اور وہ منگلوار کو شام کے چار بجے اپنے عہدہ کا حلف لیں گے۔ اُڑیسہ کی وزارت کانگرس اور گن تنتر پریشد کی کولیشن وزارت ہے۔ آٹھ وزراء میں سے چار کانگرس کے ہونگے اور چار گن تنتر پریشد کے اس وقت اُڑیسہ وزارت میں صرف تین وزیر ہیں۔ دو کانگرس اور ایک گن تنتر پریشد کا۔

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ کانگرس کے سیکرٹریٹ سے اعلان کیا گیا ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ ۱۶ر اور ۱۷ر اگست کو دہلی میں ہوگی اور اس کے بعد اس کی اگلی میٹنگ ۲۴ر اور ۲۵ر ستمبر کو ہوگی۔ اس کے بعد ۲۶ر ستمبر کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا تین روزہ اجلاس شروع ہو جائے گا۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو اس میں مزید ایک دن کی توسیع کر دی جائے گی۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کی اطلاع ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس چنڈی گڑھ میں ہونے کا امکان ہے۔ کانگرس کی پلاننگ سب کمیٹی کا اجلاس دہلی میں ۸ سے ۱۱ر اگست تک ہو رہا ہے

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ بمبئی کے ہفتہ وار اخبار ''کرنٹ'' (Current) نے انکشاف کیا ہے کہ جب گذشتہ ہفتہ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کی طرف سے وزیراعظم شری نہرو کے نام لکھا ہوا خط مرکزی وزارت کے اجلاس میں زیر غور آیا تو وزارت میں اختلاف رائے پایا گیا۔ اور اس پر تبادلۂ خیالات غیر مکمل رہا۔ راشٹرپتی نے اپنے اس خط میں کوآپریٹو کھیتی باڑی۔ سروس کوآپریٹو انجمنوں کی سرکاری تجارت اور زندگی بیمہ معاملات کی ناکامیابی پر شکوک کا اظہار کیا تھا۔

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ بھارت میں پاکستان کے نئے ہائی کمشنر ڈاکٹر عمر حیات ملک آج بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے دہلی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہاں آکر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے دونوں ملکوں کے تعلقات میں بہتری لانے کی امیدوں کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر ملک اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ اور پاکستان کے قیام کے بعد جاپان اور مغربی جرمنی میں پاکستان کے سفیر رہے۔

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ آج یہاں پنجاب ہائی کورٹ کی سرکٹ بنچ دہلی نے سیٹھ ڈالمیا کی عارضی ضمانت میں رہائی کی توثیق کر دی ہے جبکہ اس کے برعکس دہلی ایڈمنسٹریشن کے وکیل نے سیٹھ ڈالمیا کی سزا میں اضافہ کے لئے درخواست دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملزموں کی سزائیں موجودہ حد تک بڑھائی جائیں تاکہ وہ جرم کی نوعیت اور شدت کے مطابق ہو سکیں۔ انہوں نے ان سزاؤں کو ناکافی قرار دیا۔ واضح رہے کہ سیٹھ ڈالمیا کو بھارت انشورنس کمپنی کے فنڈ میں ۲ کروڑ ۸۵ لاکھ روپیہ کی ہیرا پھیری کے الزام میں دو سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔

لاہور ۱۳ر جولائی۔ مارشل لاء ضابطہ کے تحت ضلع لاہور میں زمینداروں سے تقریباً ۸۵۸ اراضی حاصل کر کے مزارعین میں تقسیم کی جائے گی۔ یہ انکشاف چوہدری مختار احمد ریونیو اسسٹنٹ نے کیا۔ جو زرعی اصلاحات کے کام اسسٹنٹ ایڈ کمشنر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ لاہور ضلع کے ۲۹ زمینداروں میں سے ۹ زمیندار متاثر ہوئے ہیں۔ اور ان سے فاضل اراضی حاصل کر کے مزارعین میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ متاثرہ زمینداروں میں نواب مظفر علی قزلباش سابق وزیر اعلیٰ صوبہ مغربی پاکستان۔ میاں افتخار الدین۔ فقیر سید امتیاز الدین اور بریگیڈیئر بشیر جان بھی شامل ہیں۔

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت کا ایک ممتاز اور ماہر ہوا باز کیپٹن انور جسے بھارت سرکار نے کئی ہزار روپیہ کے خرچ سے حال ہی میں وائیکاؤنٹ ہوائی جہاز چلانے کی ٹریننگ کے لئے انگلینڈ بھیجا تھا۔ اب پاکستان چلا گیا ہے۔ وہاں وہ پاکستان کے صدر جنرل ایوب کا ذاتی ہوا باز مقرر ہوگا وہ ہندوستانی ہوائی فوج کا سابق افسر ہے۔ اور اب وہ انڈین ایئر لائنز کارپوریشن میں کام کر رہا تھا

زکوٰۃ

اسلام میں نماز کے بعد دوسری عملی عبادت زکوٰۃ ہے۔ اس کے معنے مال کو پاک کرنے اور بڑھانے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کا تاکیدی حکم بھی دیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جو شخص زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کو پاک کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و مغفرت سے اسے وافر حصہ دیتا ہے۔

بعض احباب اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دیتے۔ اس لئے صاحب نصاب احمدی احباب کو خاص طور پر ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے''۔

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے طور پر اس فرض کی ادائیگی کے لئے محاسبہ کریں۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے زکوٰۃ کے نصاب کا مالک بنایا ہے۔ وہ اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا کریں۔ ناظر بیت المال قادیان